دینی مدارس کے طلبہ کیلئے نایاب تحفہ

آسان میراث (مکمل)

جس میں ذوی الارحام، خنثی، حمل، مفقود، تخارج، ہبہ
مقاسمہ جد کے مسائل کو آسان انداز میں حل کیا گیا ہے

مؤلفہ
مولانا محمد عثمان نوری
استاذ مدرسہ بیت العلم کراچی

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب
استاذ الحدیث و مفتی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ

حضرت مولانا مفتی عبد المنان صاحب
نائب مفتی و استاذ دار العلوم کراچی

بیت العلم ٹرسٹ

دینی مدارس کے طلباء کیلئے نایاب تحفہ

آسان میراث

جس میں تقسیم وراثت کے مسائل کو
سراجی کے طرز پر حل کیا گیا ہے

مؤلفہ
مولانا محمد عثمان نووی والا
استاد مدرسہ بیت العلم کراچی

11020510

اسٹاکسٹ

مکتبہ بیت العلم

فدا منزل نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی۔

فون: 2726509-213-92+ موبائل: 0322-2583199

ویب سائٹ: www.mbi.com.pk

کتاب کا نام: .... آسان میراث

تاریخ اشاعت: .... جمادی الثانی ۱۴۳۱ھ بمطابق مئی ۲۰۱۰ء

ناشر: .... ادارۃ السعید

ملنے کے دیگر پتے

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔ فون: 0423-7224228

☆ مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار لاہور۔ فون: 0423-7228196

☆ مکتبہ امدادیہ، ٹی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون: 061-4544965

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون: 051-5771798

☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ فون: 081-662263

☆ کتاب مرکز، فیریئر روڈ، سکھر۔ فون: 071-5625850

☆ بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹی گھٹی، حیدرآباد۔ فون: 022-3640875

نوٹ: یہ کتاب اب آپ بیت العلم سے بذریعہ VP بھی منگوا سکتے ہیں۔

برائے سیلز مارکیٹنگ: 0322-2583199

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمنان صاحب دامت برکاتہم

نائب مفتی و استاد دار العلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسول الکریم وعلی آله واصحابه وآل بیته ومن تبعهم الی یوم الدین ، اما بعد!

بندہ نے زیر نظر رسالہ ''آسان میراث'' کے مختلف مقامات پر نظر دوڑائی جس میں میراث کے اصول وقواعد کو آسان الفاظ میں مختلف مثالوں کے ذریعہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، طلبہ واساتذہ اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اس رسالہ میں تمرینی مشقوں کا خاص طور پر اضافہ کیا گیا ہے، جو مسائل سمجھنے اور اس فن میں مہارت حاصل کرنے کا بہتر طریقہ ہے۔

آج کل درسِ نظامی میں فنِ میراث کو پڑھانے کے لیے اگرچہ مشہور ومعروف کتاب ''سراجی'' پڑھائی جاتی ہے لیکن تمرینات اور مشقوں کی طرف پوری توجہ نہ دینے کی وجہ سے طلبہ اس کے پڑھنے میں دقت محسوس کرتے ہیں جس کی وجہ سے کما حقہ، استفادہ نہیں کر سکتے، زیر نظر رسالہ میں اس ضرورت کو بھرپور انداز سے پورا کیا گیا ہے۔

عزیز القدر مولانا عثمان نوی والے جامعہ دار العلوم کراچی کے فاضل ہیں اور ماشاء اللہ فراغت کے بعد سے جامعہ بیت العلم سے منسلک ہیں اور اب تک کئی مفید

کتابیں لکھ چکے ہیں جو عوام و خواص میں مقبول ہیں، زیر نظر رسالہ اگرچہ ان کی باقاعدہ تالیف نہیں بلکہ ان کے درسی افادات کا مجموعہ ہے جس پر انہوں نے نظر ثانی کر کے اسے باقاعدہ شائع کیا ہے۔

بندہ کی نظر میں یہ رسالہ بہت مفید ہے اور طلبہ کے لیے اچھا تحفہ ہے، نیز اس سے عوام و خواص بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کو نافع بنائیں اور مؤلف کی دیگر کتابوں کی طرح اسے مقبول بنائیں اور انہیں اس طرح کی مفید کتابیں لکھنے کی مزید توفیق عطا فرمائیں۔ آمین واللہ المستعان.

محمد عبد المنان عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۲/۱۲/۱۴۲۸ھ

فہرست

فہرست

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

الحمدلله رب العالمين الذى له ميراث السموت والارضين و الصلوة والسلام على سيدنا و مولانا محمد النبى الرسول الأمين ،الذى جعل الفرائض نصف الدين، و على آله و اصحابه اجمعين ، و على كل من تبعهم بأحسان الى يوم الدين ۔اما بعد

میراث ایک اہم موضوع ہے جسے نصف علم قرار دیا گیا ہے جہاں دین کے اور معاملات میں سستی برتی جارہی ہے یہ علم بھی بے توجہی کا شکار ہے۔ ہمارے معاشرے میں میراث کی شرعی تقسیم کا تصور تقریبا ناپید ہوتا جارہا ہے اس حالت میں اس کی طرف جتنی توجہ دینی چاہئے تھی وہ تو درکنار بلکہ الٹا اس سے لاپرواہی برتی جارہی ہے۔

میراث پڑھانے میں ایک بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ میراث کے مسائل کی مشق کرائے بغیر براہ راست سراجی پڑھائی جاتی ہے جس سے نہ صحیح معنی میں سراجی سمجھ میں آتی ہے اور نہ ہی طلباء میراث کے مسائل حل کرنے کی قدرت رکھتے ہیں۔ بندہ تقریبا پندرہ سال سے سراجی پڑھارہا ہے میرے خیال میں اگر پہلے بنیادی قواعد بتا کر خوب مشق کرائی جائے جب سوالات حل کرنے پر مہارت

ہو جائے پھر سراجی پڑھائی جائے تو طلباء نہ صرف کتاب سمجھتے ہیں بلکہ ان کے لئے یہ موضوع دلچسپ ہو جاتا ہے۔

دوسری ایک بڑی کوتاہی علم حساب سے برتی جا رہی ہے۔آج دنیا میں جو مادی ترقی نظر آ رہی ہے اس میں بنیادی چیز حساب کا فن ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔علم میراث میں جس حساب کی ضرورت پڑتی ہے وہ ابتدائی درجہ کا حساب ہے اور تعجب ہے کہ ہم اس حساب سے بھی ناواقف ہیں۔نتیجہ ظاہر ہے کہ ہم جس طرح حساب سے عدم مناسبت کی وجہ سے میراث کے مسائل حل کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اس طرح اس فن سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے امت کے بہت سارے مسائل کے حل کرنے سے ہم عاجز نظر آئیں گے۔متقدمین علماء فن حساب سے نہ صرف آشنا تھے بلکہ ایک مستقل فن کی حیثیت سے وہ اس کے حصول کی سعی بھی کرتے تھے۔

میراث کے احکام تو نص یا اجماع اور اجتہاد سے ثابت ہیں لیکن طریقہ حساب کوئی منصوص نہیں اس لئے حساب میں ذرا سی بصیرت رکھنے والا ایک مسئلہ کئی طریقے سے حل کر سکتا ہے اور وہ کسی قدیم طریقہ پر اکتفاء وانحصار نہیں کرتا اور جو اس فن سے ناآشنا ہے اس کی مثال لکیر کے فقیر کی ہے۔یہی وجہ ہے وہ جدید علوم سے آراستہ طبقہ جو جدید حساب سے مناسبت رکھتا ہے ہم ان کو میراث کے

مسائل ان کی زبان میں سمجھانے سے قاصر نظر آئیں گے، بلکہ بندہ نے بعض جدید تعلیم یافتہ حضرات کو دیکھا ہے جنہوں نے فن حساب میں مہارت کی وجہ میراث کا علم حاصل کیا اور اب وہ علماء کو سکھاتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں علماء مدارس میں فن حساب پر خصوصی توجہ دیں گے۔

زیرنظر رسالہ بندے کی درسی کاپی ہے جو دوران درس طلباء لکھتے رہے ہیں کتابی شکل میں لانے کے لئے اس میں کچھ ترامیم کی ہیں تاہم یہ ایک درس ہے کوئی مستقل تصنیف نہیں اس لئے اس رسالے کو اسی نظر سے دیکھا جائے یہ اس کا پہلا حصہ ہے، مزید دو حصے لکھنے کا ارادہ ہے[1]۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پائے تکمیل تک پہنچائے۔

دینی مدارس کے طلباء کی آسانی کے لئے اس رسالے میں حساب کا قدیم طریقہ ہی اختیار کیا گیا ہے۔ ایک تو مدارس میں یہ طریقہ رائج رہا ہے اس کی وجہ سے اکابرین کی کتابوں سے استفادہ آسان ہوتا ہے۔ دوسری وجہ کسی جدید طریقہ کو اختیار کرنے کے لئے اول حساب کی معرفت ضروری ہے اور یہ رسالہ فن حساب پر نہیں نیز جدید کوئی ایک طریقہ مخصوص نہیں بلکہ حساب دانی کی وجہ سے مختلف طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں اس لئے بجائے کسی نئے طریقہ کو متعارف کرانے کے صرف حساب اچھی طرح پڑھانا ہی بہتر ہے۔

[1] بعد میں تیسرا حصہ لکھنے کا ارادہ موقوف کردیا، اب دو حصوں میں کتاب مکمل ہے۔ مؤلف

نیز اس میں تعریفات کے بیان میں روایتی جامع مانع تعریف سے احتراز کرتے ہوئے عام فہم اور سہل طریقہ اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اس رسالے کا مقصود میراث کے مسائل کی مشق ہے۔

تشکر: میں ان تمام حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے بندہ پر احسان فرما کر اس رسالے کی تالیف واشاعت میں کسی قسم کی اعانت کی۔

اہل علم وفضل سے امید ہے کہ قابل اصلاح امور سے مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں گے۔

والسلام محمد عثمان

استاذ مدرسہ بیت العلم

گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

علم فرائض کی تعریف

لغوی تعریف: میراث وَرِثَ یَرِثُ کا مصدر ہے میراث عربی لغت میں ایک شخص سے کسی چیز کا (چاہے وہ مال ہو یا علم یا بزرگی وغیرہ) دوسرے کی طرف منتقل ہونا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِرْھَماً وَ لَا دِیْنَاراً، وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْم، فَمَنْ أَخَذَہٗ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ" علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کسی کو درھم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ علم کا وارث بناتے ہیں جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ ایک بڑی دولت حاصل کرتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: اصطلاح میں یہ چند قواعد اور جزئیات فقہیہ کا ایسا علم ہے جس کے جاننے سے میت کے شرعی ورثاء اور ان میں شرعی اصول سے تقسیم ترکہ کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔

ترکہ کی تعریف

ترکہ بمعنی متروکہ ہے۔ اصطلاح شرع میں میت کا چھوڑا ہوا وہ مال جس پر شریعت نے اس کے ملک اور مملوک ہونے کا حکم لگا دیا ہو اور جس کے عین میں

کسی غیر شخص کا حق متعلق نہ ہو۔

وضاحت

مذکورہ تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو مال میت کو ایسے ذریعہ سے ملا ہو کہ شریعت نے اس پر ملک ہونے کا حکم نہیں لگایا یا غیر کا حق اس کے ساتھ متعلق ہے وہ ترکہ میں داخل نہ ہوگا۔ لہذا مندرجہ ذیل اموال ترکہ میں شامل نہ ہوں گے اور ان میں میراث جاری نہ ہوگی۔

(۱) جو چیزیں میت نے کسی سے عاریت (مانگی ہوئی) لی تھی۔

(۲) جو چیزیں میت کے پاس امانت تھیں۔

(۳) اگر میت نے کسی کا مال غصب کر لیا (اور ضمان نہیں دیا) یا چوری کر لیا یا خیانت کر کے رکھ لیا تو اس مال کا میت مالک نہ ہوگا بلکہ دوسرے لوگ جن کا یہ مال ہے وہی اس کے مالک ہیں۔

وجہ تسمیہ

علم میراث کو فرائض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ فرائض جمع ہے فریضہ کی جو فرض سے مأخوذ ہے جس کے معنی تقدیر وتعیین کے ہیں چونکہ اس علم میں وارثوں کے جو حصے بیان کیے جاتے ہیں (مثلاً نصف، ربع، ثمن وغیرہ) ان کی تقدیر وتعیین خود شریعت نے کی ہے اس لیے اس علم کو علم فرائض کہتے ہیں۔

علمِ میراث کی فضیلت واہمیت

(۱) روی البیھقی والحاکم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائضَ وعلموہ النّاسَ فانہ نصف العلم وانہ ینسی وھو اول ماینزع عن امتی [الدر المنثور]

بیہقی اور حاکم نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فرائض (علم میراث) سیکھواور لوگوں کو سکھلاؤ اس لیے کہ وہ نصف علم ہے اور بلاشک وہ بھلا دیا جائے گا اور میری امت سے یہی علم سب سے پہلے سلب کیا جائے گا۔

(۲) روی الطبرانی فی الاوسط مرفوعاً تعلموا القرآنَ والفرائضَ وعلموھا الناس۔

طبرانی نے اوسط میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن اور فرائض سیکھواور لوگوں کو سکھلاؤ۔

(۳) روی الدارمی عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعاً تعلموا الفرائض کما تعلمون القرآن۔

دارمی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم فرائض کو ایسے اہتمام سے سیکھو جیسے

قرآن سیکھتے ہو۔

(۴) وفی روایة عنه رضی اللّٰه تعالی عنه تعلموا الفرائض فانها من دینکم۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم فرائض کو سیکھو کیوں کہ وہ تمہارے دین میں سے ہے۔

(۵) روی عن ابن مسعود رضی اللّٰه تعالی عنه مرفوعاً من قرأ القرآن فلیتعلم الفرائض۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہو وہ فرائض بھی سیکھے۔

(۶) روی الدارمی فی باب الاقتداء بالعلماء عن ابن مسعود رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تعلموا العلم وعلموه الناس تعلموا لفرائض وعلموه الناس فانی امر مقبوض والعلم سیقبض ویظهر الفتن حتی یختلف اثنان فی فریضة لایجد احدا یفصل بینهما۔

دارمی نے باب الاقتداء بالعلماء میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خود بھی علم سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھلاؤ اور خود بھی علم فرائض

سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھلاؤ کیوں کہ میں وفات پانے والا ہوں اور علم عن قریب معدوم ہونے والا ہے اور بہت سے فتنے ظاہر ہوں گے حتی کہ دو شخص ترکہ کے کسی مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہوں گے اور ان کو کوئی ایسا عالم دستیاب نہ ہوگا جو ان دونوں کے درمیان فیصلہ کردے۔

(۷) عن ابی هريرة رضی اللّٰه تعالی عنه مرفوعاً و ان مثل العالم الذی لايعلم الفرائض كمثل البرنس لارأس له [جمع الفوائد]

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وہ عالم جو فرائض نہ جانتا ہوں ایسا ہے جیسے کے بے سر کے ٹوپی (یعنی بدون فرائض کے علم بے رونق رہتا ہے اور بے زینت بلکہ بے کار رہتا ہے)۔

شریعت کے مطابق تقسیم وراثت کی اہمیت اور اس کے خلاف پر وعیدیں

(۱) وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا [سورۂ نساء]

اور ان یتیموں کے مال ان ہی کو پہنچاتے رہو (یعنی ان ہی کے خرچ میں لگاتے رہو) اور تم (ان کی) اچھی چیز سے (اپنی) بری چیز کو مت بدلو

اوران کے مال مت کھاؤ اپنے مالوں کے رہنے تک، ایسی کاروائی کرنا بڑا گناہ ہے۔ (یعنی جب تمہارے پاس کچھ نہ رہے تو بقدر حق الخدمت اپنے گذارے کے لئے ان کے مال سے لینا درست ہے۔ (سورۂ نساء)

(۲) اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْماً اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَاراً وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْراً [سورۂ نساء]

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلما کھاتے ہیں اور کچھ نہیں اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

(۳) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ [سورۂ نساء]

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طو پر مت کھاؤ۔

(۴) وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ مِمَّا تَرَکَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُھُمْ فَاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْداً [سورۂ نساء]

ہر ایسے مال کے لیے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جائیں ہم نے وارث مقرر کردیے ہیں اور جن لوگوں سے تمہارے عہد بندھے ہوئے ہیں ان کو ان کا حصہ دے دو بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر مطلع ہیں۔

(۵) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّ الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا [سورۂ نساء]

بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق پہنچا دیا کرو۔

(۶) وَتَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا [سورۂ فجر]

اور تم لوگ میراث کا مال سارا سمیٹ کر کھا جاتے ہو اور مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو۔

اس کے بعد قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کو یاد کر کر کے ایسے جرائم سے باز آ جاؤ۔

(۷) عن انس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قطع میراث وارثہ قطع اللّٰہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ [رواہ ابن ماجہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے وارث کا حق مارا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کو جنت سے اس کے حصہ سے محروم کر دیں گے۔

(۸) عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ

او شئی فلیتحلله منه الیوم قبل ان لایکون دینار و لادرهم ان کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمة وان لم یکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه [رواه البخاری]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو تو وہ اس سے آج ہی معاف کروالے اس روز سے قبل کہ جب نہ دینار ہوگا اور نہ درہم، اگر ظالم کے پاس کوئی عمل صالح ہوگا تو بقدر اس کے ظلم کے اس سے لے کر مظلوم کو دے دیا جائے گا اگر ظالم کے پاس حسنات نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ اس پر لاد دیے جائیں گے۔

(۹) عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لادرهم له ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوٰة وصیام وزکوٰة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا واکل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا۔ فیعطی هذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار [رواه مسلم]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ ہم میں مفلس وہ ہے کہ جس کے پاس نہ درہم ہے اور نہ کوئی سامان تو آپ نے فرمایا درحقیقت میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نمازیں، روزے اور زکوٰۃ وغیرہ عبادات لائے گا، مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر بہتان لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس ان مظلوموں کو اس کی حسنات دی جائیں گی۔ اگر اس کی حسنات ادائے حقوق سے قبل ختم ہوگئیں تو مظلوموں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(۱۰) عن جابر رضی اللّٰہ تعالی عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات یوم القیمة واتقوا الشح فان الشح اهلك من كان قبلكم حملهم علی ان سفكوا دمائهم واستحلوا محارمهم [رواہ مسلم]

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن بہت سی ظلمتوں کا باعث ہوگا اور حرص سے بچو کیونکہ بے شک حرص نے ہی پہلی امتوں کو ہلاک کیا، حرص نے ان کو خون بہانے اور محارم کو حلال سمجھنے پر برانگیختہ کیا۔

(۱۱) عن سالم عن ابيه رضی اللّٰہ تعالی عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی الله علیه و سلم من اخذ من الارض شیئا بغیر حقه خسف به یوم القیمة الی سبع ارضین [رواہ البخاری]

حضرت سالم نے اپنے والد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کی زمین سے ناحق کچھ لیا اسے قیامت کے دن سات زمینوں تک غرق کیا جائے گا۔

(۱۲) وعنه (یعلی بن مرة) رضی اللّٰہ تعالی عنه قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه و سلم یقول ایما رجل ظلم شبرا من الارض کلفه الله عزوجل ان یحفره حتی یبلغ آخر سبع ارضین ثم یطوقه الی یوم القیمة حتی یقضی بین الناس [رواہ احمد]

یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے زمین سے ایک بالشت ظلماً لی اللہ تعالی اس کو اس کی تکلیف دیں گے کہ وہ اس کو سات زمینوں کے آخر تک کھودے پھر یوم قیامت کے آخر تک یعنی لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے تک اس کو اس کا طوق پہنائیں گے۔

جو چیزیں میراث پر مقدم ہیں

تین چیزیں ایسی ہیں جن کا خرچ ترکہ کی تقسیم سے مقدم ہے۔ ان پر بالترتیب میت کا مال خرچ کرنے کے بعد جو کچھ باقی رہے اس میں میراث جاری ہوگی اور وارثوں کا حق ہوگا اور اگر میت کا ترکہ انہیں چیزوں کے خرچ میں ختم ہو جائے تو وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ وہ تین چیزں یہ ہیں (۱) تجہیز و تکفین (۲) دین یعنی قرض (۳) وصیت۔ اب ان تینوں کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے[۱]۔

(۱) تجہیز و تکفین کا بیان

میت کے ترکہ میں سے سب سے پہلے اس کی تجہیز و تکفین کے لئے خرچ لیا جائے مگر یہ کام نہایت سیدھے سادھے شرعی طریقے سے سنت کے مطابق اور میت کی حیثیت کے موافق کیا جائے یعنی کفن کے کپڑوں کی تعداد و مقدار سنت کے موافق ہو اور کپڑا ایسی قیمت کا ہو جس کو اکثر پہن کر گھر سے باہر نکلتا اور لوگوں کے سامنے آتا ہو اور بازار و مسجد وغیرہ میں پہن کر جاتا ہو، نہ اس قدر کم قیمت اور ردی کفن دیں جس سے اس کی تحقیر و تذلیل ہو، نہ اتنا بیش قیمت دیں جس میں اسراف ہو اور وارثوں کے حق میں نقصان آئے۔ ایسے ہی معمولی خام قبر بنائی جائے خواہ میت مال دار ہو یا غریب۔ غسال (غسل دینے والے) کی اجرت

---

[۱] ان تینوں کی تفصیل ''مفید الوارثین'' سے بتصرف ذکر کی گئی ہے۔

اور قبر کی کھدائی وسامان وغیرہ کا خرچ بھی اسی طرح حسب حیثیت متوسط درجہ کا کریں۔قبر کے لیے عام مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ ملے یا کسی خاص وجہ سے اجازت نہ ہوتو قبر کے لیے زمین خرید لی جائے ،اس کی قیمت بھی تجہیز و تکفین کے دیگر سامان کی مانند ترکہ میں سے شمار ہوگی۔

کفن دفن کے سامان میں فضول خرچی کرنے سے یا تو وارثوں کے حصے میں کمی آتی ہے اور اگر میت کا مال صرف قرض ادا کرنے کی مقدار یا اس سے بھی کم ہے تو قرض خواہوں کا حق تلف ہوتا ہے کیوں کہ کفن دفن کے سامان میں جس قدر زیادہ صرف ہوگا مال کم رہتا جائے گا پس معلوم ہوا کہ:

(۱) اگر میت کا مال قرض سے کم یا بالکل قرض کے برابر ہو تو کفن دفن کے سامان میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ہرگز جائز نہیں۔

(۲) اگر میت کے ذمے قرض ہی نہیں یا مال قرض سے زیادہ ہے تو اگر سب وارث بالغ ہیں اور سب کی اجازت سے صرف کیا گیا ہے تو سب کے حصے میں شمار ہوگا۔

(۳) اگر وارث نابالغ ہیں تو ان کی اجازت کا اعتبار نہیں۔ ان کے حصے میں کمی نہ آئے گی بلکہ اجازت دینے والے بالغ لوگوں کے ذمہ پر اس فضول خرچی کا تاوان ہوگا۔

(۴) اگر سب نے اجازت نہیں دی تو جس جس نے اجازت دی ہے اس کے ذمے اس کا تاوان پڑے گا۔

(۵) یہ بڑا چادرہ جو جنازے کے اوپر ڈھانپ دیا جاتا ہے کفن میں داخل نہیں اور ایسے ہی وہ جائے نماز جو کفن کے کپڑے میں سے امام کے لیے بچھائی جاتی ہے کفن سے بالکل علیحدہ اور فضول ہے۔ پس اگر میت کے پاس ادائے قرض سے زیادہ مال نہ ہو یا وراث نابالغ ہوں تو یہ جائے نماز اور چادر بنا کر قرض خواہوں اور یتیموں کا نقصان کرنا ہرگز جائز نہیں۔ سخت ممنوع ہے۔ بعض ناواقف لوگ اس مسئلے کو سن کر ہنسیں گے لیکن یہ سن کر ان کی آنکھیں کھل جائیں گی کہ معتبر کتب شریعت میں یہاں تک لکھا ہے کہ اگر میت زیادہ مقروض ہو تو وارثوں پر قرض خواہ جبر کر سکتے ہیں کہ صرف دو ہی کپڑوں (چادر اور ازار) میں دفن کر دو یعنی کفن مسنون سے بھی ایک کپڑا (کرتہ) کم کرا سکتے ہیں۔ پھر ان زائد چادروں اور جائے نمازوں کی کیا حقیقت ہے۔

تنبیہ:

جیسے کفن دفن میں فضول خرچی ناجائز ہے اور اجازت دینے والے بالغوں کے حصے پر اس کا تاوان پڑتا ہے اسی طرح دیگر صدقات وخیرات جو میت کی وفات کے بعد کیے جاتے ہیں غلہ اور پیسے اور کپڑے تقسیم کیے جاتے ہیں یہ ہرگز مصارف تجہیز وتکفین میں شمار نہ ہوں گے بلکہ کرنے والے اور اجازت دینے

والے بالغوں کے ذمے تاوان واجب ہوگا۔ اس معاملہ میں بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ بعض دفعہ میت کے وارثوں میں چھوٹے چھوٹے بے خبر قابل رحم یتیم بچے ہوتے ہیں اور دوسرے رشتہ دار رسوم کی پابندی اور مال مفت دل بے رحم سمجھ کر خوب جا و بیجا صرف کرتے ہیں اور آخرت کا عذاب اپنے سر دھرتے ہیں۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ سلے ہوئے تیار شدہ کپڑے سب یا اکثر میت کی طرف سے خدا واسطے دے دئے جاتے ہیں۔ حالانکہ خود وارث ان کے محتاج اور مستحق ہوتے ہیں۔ شوہر مر جاتا ہے اور زوجہ اور بچے رہ جاتے ہیں تو زوجہ صاحبہ بے دھڑک اس کے مال میں سے فاتحہ درود کرتی ہیں۔ یہ خبر نہیں کہ یہ مال معصوم بچوں کا حق ہے۔ اگرچہ وہ ان کی ماں ہے لیکن ان کے مال کو بلاضرورت خرچ کرنے کی مختار نہیں۔

میت کی طرف سے صدقہ کرنا بے شک بہت پسندیدہ اور باعث ثواب ہے۔ میت منتظر رہتا ہے اور حقیر سے حقیر چیز بھی اس کو ثواب پہنچانے کے لیے خالص نیت سے خدا واسطے دی جائے تو اس کو اس عالم میں نہایت نفع پہنچاتی ہے۔ عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے یا درجات بلند ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب صحابہ عرض کرتے تھے کہ ہمارے صدقہ وخیرات سے ہمارے والدین کو نفع ہوگا یا نہیں؟ تو آپ ہمیشہ یہی ارشاد فرماتے تھے کہ ہاں نفع ہوگا۔ ان کی طرف سے صدقہ کرو لیکن یہ صدقات اسی وقت پسندیدہ ونافع ہوسکتے ہیں کہ شریعت کے موافق ہوں۔ شریعت حکم کرتی ہے کہ غریبوں یتیموں

کے مال پر ہاتھ صاف مت کرو بلکہ جس کسی کو توفیق ہو اپنے حلال سے صدقہ کرے اور دل سے یا زبان سے کہہ لے کہ فلاں میت کو اس کا ثواب پہنچ جائے۔

مسئلہ: عورت کا اگر شوہر موجود ہے تو عورت کا کفن اس کے ذمے پر واجب ہے۔ عورت کے ترکہ میں سے اس کا خرچ نہ لیا جائے۔ اگر شوہر نہیں تو حسب معمول مرنے والی کے ترکہ اور مال سے خرچ کیا جائے۔

(۶) اگر میت نے بالکل کچھ بھی مال اور ترکہ نہیں چھوڑا جس سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے تو اس کے وارثوں سے بموجب حصۂ میراث چندہ جمع کیا جائے یعنی اگر مال ہوتا تو جس شخص کو زیادہ میراث ملتی اس سے اسی حساب سے کفن دفن کا چندہ زیادہ لیا جائے اور جس شخص کو کم میراث ملتی اس سے اب اسی اندازے سے کفن دفن کا خرچ کم لیا جائے۔

(۷) اگر اسلامی حکومت اور بیت المال موجود نہ ہو تو اہل محلّہ واہل شہر میں ان لوگوں پر واجب ہوگا جن کو اس میت کے حال کی اطلاع ہوئی وہ سب چندہ کر کے اس کا سامان کریں۔ اگر خود ان سب سے بھی نہ ہو سکے تو ان پر واجب ہے کہ دوسرے مسلمانوں سے چندہ مانگ کر اس مرد مسلمان کی تجہیز و تکفین کریں لیکن چندہ اسی قدر جمع کرنا چاہیے جو ضروریات کفن دفن کو کافی ہو جائے۔ سوال کے روپیہ سے کفن کی چادر اور جائے نماز بنانا جائز نہیں۔ بلکہ ضروری خرچ کے بعد جو کچھ باقی رہے شرعاً اس چندہ کا لوٹانا اور واپس کرنا واجب

ہے۔ الغرض میراث پر جو چیزیں مقدم ہیں ان میں سب سے اول تجہیز وتکفین ہے جب تک اس کے خرچ سے کچھ مال باقی نہ رہے تو نہ قرض خواہوں کو کچھ مل سکتا ہے نہ وصیت میں خرچ ہو سکتا ہے نہ وارثوں کو پہنچ سکتا ہے۔

(۲) قرض کا بیان

جب تجہیز وتکفین کے خرچ سے کچھ مال باقی رہے تو قرض ادا کیا جائے کیوں کہ جیسے زندگی میں بدن کا لباس قرض سے مقدم ہے اور قرض خواہ اس کو نہیں لے سکتا اسی طرح کفن دفن کے بقدر میت کا حق ہے قرض خواہ کی رعایت کی وجہ سے وہ حق تلف نہ ہوگا۔

قرض کی قسمیں:

قرض کی تین قسمیں ہیں:

قسم اوّل: وہ جو صحت میں (یعنی مرض الموت سے پہلے) میت کے اقرار سے ثابت ہوا یا گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوا ہو یا عام طور سے لوگوں کے مشاہدے اور معائنہ سے ثابت ہو، مثلاً سب کے سامنے زید نے ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کر کے ہندہ سے نکاح کیا ہے تو ہندہ کا ایک ہزار روپیہ زید کے ذمے پر بالمشاہدہ ثابت ہو گیا۔ یا سب لوگوں کے سامنے زید نے کسی سے غلہ خرید ا تھا یا کپڑا خرید ا تھا یا سب لوگوں کو عام طور سے معلوم ہے کہ زید کے مرض میں فلاں میڈیکل اسٹور یا فلاں ڈاکٹر سے دوا قرض لی جاتی تھی۔

قسم دوم: وہ جس کا مرض الموت میں میت نے اقرار کرلیا مثلاً کہا کہ فلاں شخص کا اس قدر روپیہ میرے ذمہ واجب ہے یا میں نے اس کی فلاں شے ضائع کردی تھی اس کی قیمت میرے ذمے واجب ہے اور صرف میت کا اقرار ہی اقرار ہے گواہوں سے یا عام مشاہدے سے یہ بات ثابت نہیں۔

قرض ادا کرنے کے قاعدے:

قاعدہ ۱: اگر تجہیز وتکفین کے بعد باقی ماندہ مال دونوں قسم کے قرضوں کی ادائیگی کے لیے کافی ہے تو بلا تکلف دونوں قسم کے قرض ادا کردیے جائیں۔

قاعدہ ۲: اگر صرف ایک ہی قسم کا قرض ہے اور مال کافی ہے تو بھی بلا تکلف قرض ادا کردیا جائے۔

قاعدہ ۳: اگر مال ادائے قرض کے لیے کافی نہیں اور قرض ایک ہی قسم کا اور ایک ہی شخص کا ہے تو جو کچھ مال تجہیز وتکفین کے بعد باقی رہے وہ اس کو دے دیا جائے باقی کو وہ اگر چاہے معاف کردے یا آخرت پر موقوف رکھے۔ وارثوں کے ذمے پر اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔

قاعدہ ۴: اگر ایک ہی قسم کا قرض ہے مگر کئی آدمیوں کا ہے تو سب کو وہ مال دے دیا جائے کہ حصہ رسد تقسیم کرلیں یعنی جس کا قرض زیادہ ہو وہ زیادہ لے اور جس کا قرض کم ہو وہ اسی حساب سے کم لے۔ اس کے حساب کا طریقہ ہم انشاء اللہ حصہ دوم میں ذکر کریں گے۔

قاعدہ ۵: اگر دونوں قسم کا قرضہ ذمہ پر واجب ہے اور مال دونوں کی ادائیگی کو کافی نہیں ہے تو پہلے اول قسم کے قرض ادا کیے جائیں۔ان سے جو کچھ باقی رہے وہ دوسرے قسم کے قرض میں ادا کیا جائے۔اگر دوسرے قسم کے قرض خواہ کئی آدمی ہوں تو اس باقی ماندہ کو حصہ رسد تقسیم کرلیں۔

قاعدہ ۶: جب مال اس قدر کم ہو کہ قسم اول کے قرضوں کے لیے بھی کافی نہیں تو بس قسم اول ہی کے قرض خواہوں کو دے دیں۔اگر ایک ہی شخص کا قرض ہے تو سب مال وہی لے لیگا اور اگر چند آدمی قسم اول کے قرض خواہ ہوں تو جو کچھ مال ہے اس کو حصہ رسد تقسیم کرلیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قاعدہ ۷: جب مال قسم اول کے قرضوں کے لیے کافی نہ ہو یا ان کو کافی ہو کر اور کچھ باقی نہ رہے تو ان دونوں صورتوں میں قسم دوم کے قرض خواہ محروم رہیں گے۔اب ان کو اختیار ہے کہ معاف کر کے ثواب واجر حاصل کریں یا معاملہ آخرت پر موقوف رکھیں۔میت کے وارثوں پر جبر نہیں کر سکتے کہ تم اپنے پاس سے ادا کرو۔البتہ اگر ان کو وسعت ہو تو مناسب یہی ہے کہ قرض ادا کر کے اپنے عزیز میت کو سبک دوش کرادیں۔

واضح ہو کہ زوجہ کا دَینِ مہر بھی ایسا ہی قرض ہے جیسے دوسرے لوگوں کے قرض اور اس کا ادا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے دوسرے لوگوں کا قرض ادا کرنا۔جب تک اس کو ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی نہ رہے تو نہ وصیت جاری

ہوسکتی ہے نہ کسی کو میراث ملتی ہے۔

قسم سوم: قرض کی ایک تیسری قسم بھی ہے یعنی خدائے تعالیٰ کا قرض جیسے زکوۃ، کفارہ، قضا نماز اور قضا روزے کا فدیہ وغیرہ۔ جب پہلی دونوں قسموں کے قرض ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی رہے اور میت نے اس قسم کے قرضوں کے ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو تجہیز وتکفین وادائے قرض قسم اول ودوم کے بعد جو کچھ مال باقی رہا ہے اس کے ایک ثلث میں سے ان قرضوں کو ادا کیا جائے۔ اگر ایک ثلث میں ادا نہ ہوسکیں تو ثلث سے زیادہ مال خرچ کر کے ان کو ادا کرنا وارثوں کے ذمے پر لازم نہیں بل کہ ان کو اختیار ہے۔ خواہ ثلث مال سے زیادہ خرچ کر کے اس کو پورا کریں یا نہ کریں۔

قرض کی پہلی دو قسموں اور تیسری قسم میں فرق:

پہلی دو قسموں کے قرض اور اس قسم سوم میں تین فرق ہیں

(۱) ان کا ادا کرنا میت کی وصیت پر موقوف نہیں تھا بل کہ وصیت کرے یا نہ کرے ہر حالت میں تجہیز وتکفین کے بعد اس قرض کا ادا کرنا ضروری تھا اور یہ قسم سوم یعنی حقوق اللہ زکوۃ، صلوۃ وحج وغیرہ میت کی وصیت پر موقوف ہیں۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ اول دوم قسم کے قرض کے ادا کرنے میں کوئی حد نہیں تھی۔ اگر کل مال بھی خرچ ہو جائے تو خرچ کر کے ادا کرنا ضروری تھا اور

اس قسم کو تجہیز و تکفین اور ادائے قرض قسم اول و دوم کے بعد جو مال باقی ہے اس کے ایک تہائی میں سے ادا کرنا ضروری ہے۔ ثلث سے زیادہ خرچ کرنا وارثوں کے ذمے پر لازم نہیں۔

(۳) تیسرا فرق ظاہر ہے کہ قسم دوم کا قرض جب ہی ادا کیا جاتا تھا کہ قسم اول کا قرض ادا ہو جائے یا اول قسم کا میت کے ذمہ ہی پر نہ ہو۔ اور قسم سوم کا قرض جب ہی ادا کرنا ضروی ہوتا ہے کہ قسم اول و دوم کے قرضے اگر ہوں تو ادا ہو گئے ہوں (یعنی قسم اول و دوم قسم سوم سے مقدم ہیں)

نوٹ: قرض کی اس تیسری قسم کا تعلق باب الوصیت سے ہے۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اگر میت نے مال نہیں چھوڑا تو اس کے قرض کا ادا کرنا وارثوں کے ذمہ پر واجب نہیں۔ ہاں محبت کا مقتضی اور بہتر و پسندیدہ یہی ہے کہ حسب مقدور اس کے ذمہ سے دین ادا کر کے اس کو راحت پہنچائے۔ اگر کوئی شخص ادا نہ کرے تو قرض خواہ دوسرے عالم میں انصاف خداوندی کے منتظر رہیں اور بہتر یہ ہے کہ معاف کر دیں۔ اس معافی کی وجہ سے ان کو اتنا خود بڑا ثواب حاصل ہوگا کہ اگر روز جزا میں فیصلہ ہو کر مقروض کی حسنات اور نیکیاں بھی ان کو دلوادی جائیں تو بھی اتنا بڑا ثواب نہ ہوگا۔ قرض کو معاف کرنے اور مفلس مقروض کو مہلت دینے کی بہت بڑی فضیلت قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا معافی سب سے بہتر ہے۔

(۳) وصیت کا بیان

ابتدائے اسلام میں وصیت فرض تھی یعنی اپنے اختیار سے والدین اور رشتہ داروں کے لیے اپنے مال میں سے حصے مقرر کر جانا بوقت موت ہر شخص صاحب مال پر واجب تھا۔ وہ حکم منسوخ ہو گیا اور خدائے تعالیٰ نے خود ہی حصے مقرر فرما کر مال تقسیم کر دیا۔ لیکن اپنے احسان وفضل سے ثلث مال میں اب بھی بندۂ ناچیز کا اختیار باقی رکھا۔ تاکہ اس وقت فی سبیل اللہ مال خرچ کر کے اپنی عمر بھر کی تقصیرات مثل بخل وغیرہ کا کفارہ اور مکافات کر دے اور اگر اپنے کسی دوست یا دور کے رشتہ دار یا خادم کو کچھ دینا چاہتا ہو تو اس ثلث میں سے دے کر دل خوش کر دے۔

جو باتیں میت کے ذمے واجب نہیں تھیں اور اس نے مرض الموت میں بطور تبرع (یعنی احسان ومروت وصدقہ) ان کو لازم کر لیا مثلاً کسی کا قرض معاف کر دیا یا کوئی خاص چیز یا مال اس کے لیے مقرر کر دیا یا مرض الموت میں یا اس سے پہلے معاملہ کر کے اس کو اپنی موت سے متعلق کر دیا، مثلاً کہا کہ میرے مرنے کے بعد مسجد بنوا دینا، کنواں کھدوا دینا، مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں اس قدر روپیہ دینا یا فلاں شخص کو اتنا روپیہ دینا یا فقراء ومساکین کو طعام یا غلہ یا کپڑے تقسیم کرنا، وغیرہ وغیرہ یا فرائض وواجبات جیسے صلوۃ وزکوۃ جو اس کی غفلت سے قضا ہو گئے تھے ان کے ادا کرنے کے لیے ورثاء وغیرہ سے کہا۔ یہ سب چیزیں وصیت شمار ہوں گی اور ثلث مال سے پوری کی جائیں گی۔

یعنی تجہیز و تکفین اور ادائے دین کے بعد جو کچھ مال باقی رہا ہے اس کے تین حصے کر کے دو حصوں میں وارثوں کا پورا استحقاق ہے اور ایک حصے میں میت کا اختیار ہے۔ اگر اس نے مذکورۂ بالا اقسام وصیت سے کوئی وصیت کی تھی تو مال کے ایک تہائی میں پوری نہیں ہوسکتی تو جس قدر ایک ثلث میں پوری ہوسکیں پوری کی جائیں باقی کا جاری اور نافذ کرنا اور ثلث مال سے زیادہ اس میں خرچ کرنا وارثوں کے ذمہ لازم وواجب نہیں ہے۔ کیوں کہ باقی دو ثلث ان کا حق ہے البتہ اگر وہ اپنی اجازت اور خوشی سے اپنے حصے میں سے خرچ کر کے میت کی وصیتوں کو پوری طرح جاری کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں، ان کو اختیار ہے۔ لیکن یہ جب ہی ہوسکتا ہے کہ سب وارث بالغ و عاقل اور موجود ہوں کیوں کہ نابالغ و مجنون کی رضا مندی معتبر نہیں اور غیر حاضر کا حال معلوم نہیں کہ اجازت دے گا یا نہیں۔

مسئلہ: اگرچہ ثلث مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ پورے ثلث کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے۔ اگر ورثاء پہلے سے غنی اور مال دار ہیں یا اس کی میراث میں سے اس قدر حصہ ملے گا کہ میراث پانے کے بعد بہت غنی اور دولت مند ہو جائیں گے تو مال میں سے مدارس و مساجد وغیرہ کے لئے وصیت کر جانا مستحب ہے لیکن پھر بھی ثلث مال سے کم کی وصیت کرے۔

اگر ورثاء پہلے سے بہت زیادہ مال دار نہ ہوں اور مورث کا مال بھی اس قدر زیادہ نہیں کہ میراث پا کر وہ لوگ دولت مند ہو جائیں گے تو مستحب ہے کہ

اپنے مال میں صدقہ خیرات وغیرہ کی وصیت ہی نہ کرے وارثوں کے لئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کی وصیت بہر حال کر جائے ورنہ گنہگار ہوگا۔

مسئلہ: جس شخص کا کوئی وارث موجود نہیں اور قرض بھی نہیں وہ اگر سب مال کی وصیت بھی کر دے تو جائز ہے۔

شرائط وصیت:

ایک ثلث میں جو میت کو اختیار دیا گیا ہے اور اس کی وصیت وغیرہ جائز کہی گئی ہے وہ اسی وقت ہے کہ یہ شرطیں پائی جائیں۔

(۱) وصیت کرنے والے کے ذمہ اس قدر قرض نہ ہو کہ اس کو ادا کرنے کے بعد کچھ مال باقی نہ رہے کیوں کہ وصیت جب ہی جاری ہوتی ہے جب تجہیز وتکفین اور قرض ادا کرنے کے بعد مال باقی رہے۔ پس اگر ایسے شخص نے وصیت کی جس کا مال قرض کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں یا ادا کرنے کے بعد کچھ مال بھی باقی نہیں رہے گا تو اس کی وصیت بالکل باطل اور بے اعتبار ہوگی۔

(۲) جس کے لیے وصیت کرتا ہے وہ بوقت وصیت زندہ ہو میت کی وفات کے بعد اس کا زندہ ہونا شرط نہیں۔ پس اگر کسی مردہ شخص کے لیے وصیت کی تو معتبر نہ ہوگی اور اگر زندہ شخص کے لیے وصیت کی لیکن وہ وصیت

کرنے والے کے سامنے ہی مرگیا تو یہ وصیت جائز ہوگی اور جس کے لیے وصیت کی تھی اس کی جگہ اس کے وارث اس وصیت کے مستحق ہو جائیں گے۔

مثال: جب زید نے بھائی کے لیے وصیت کی تو چار وارث موجود تھے والدہ، زوجہ، ہمشیرہ اور بھائی، سب سمجھتے تھے کہ یہ وصیت باطل ہوگی کیونکہ زید کی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بھائی وارث ہے، مگر اتفاق سے زید کی حیات ہی میں اس کے بھائی کا انتقال ہوگیا تو یہ وصیت جائز و معتبر سمجھی جائے گی اور اس وصیت میں جس قدر مال وغیرہ زید نے اپنے بھائی کے لیے مقرر کیا تھا وہ زید کے بھائی کی اولاد وغیرہ کو مل جائے گا۔ اگر بھائی نہ مرتا تو یہ وصیت باطل رہتی البتہ میراث سے حصہ ملتا۔ اب جب کہ بھائی مرگیا تو وارث ہی نہ رہا اس لیے وصیت اس کے لیے جائز ہوگی اور اس کے پس ماندوں کو دی جائے گی۔

(۳) جس شخص کے لیے وصیت ہے وہ میت کا وارث نہ ہو۔ اگر وارث کے لیے وصیت ہوگی تو باطل اور غیر معتبر ہوگی۔ البتہ اگر باقی وارث اس کو جائز رکھیں اور منظور کرلیں تو معتبر ہو جائے گی۔

شرح: یہ جو بیان ہوا کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں یہاں وہ وارث مراد ہے جو میت کی وفات کے وقت شرعاً وارث ہو اور اس کے مال سے حصہ پائے پس اگر کوئی شخص وصیت کے وقت تو وارث تھا مگر مورث کی وفات کے وقت وارث نہیں رہا تو اس کے لیے جو وصیت ہوئی ہے وہ جائز ہوگی (اس کی ایک مثال تو شرط دوم میں گزر چکی دوسری ملاحظہ کریں)۔

مثال: جب زید نے بھائی کے لیے وصیت کی تو چار وارث موجود تھے والدہ، زوجہ، ہمشیرہ اور بھائی سب سمجھتے تھے کہ یہ وصیت باطل ہوگی مگر زید کے انتقال کے دو روز پہلے اس کا ایک بیٹا پیدا ہوگیا (اور پہلے سے کسی کو حمل کا حال معلوم نہ تھا)۔ اب یہ بھائی حصہ دار وارث تو نہ رہا کیوں کہ بیٹے کی موجودگی میں میت کا بھائی محروم رہتا ہے۔ مگر زید نے جوان کے لیے وصیت کی تھی وہ صحیح ومعتبر ہوگی کیوں کہ زید کی وفات کے وقت وہ وارث نہیں تھا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص وارث تو کہلاتا ہے لیکن دوسرے کی موجود گی کی وجہ سے محروم ہے ان کے لیے بھی وصیت جائز ومعتبر ہے۔

مثال: زید کا چچا بھی موجود ہے اور بھائی بھی ہے تو زید کا چچا زید کے بھائی کی وجہ سے محروم ہے لہذا چچا کے لیے وصیت جائز ہے یا مثلاً میت کا بیٹا بھی موجود ہے اور پوتا بھی تو پوتا چوں کہ بیٹے کی موجودگی میں محروم رہتا ہے اس لیے پوتے کے واسطے اس صورت میں وصیت جائز ہوگی۔

اور اگر کوئی شخص پہلے سے وارث نہیں تھا اور اس کے لیے وصیت کردی گئی تھی پھر موصی کی موت کے وقت وہ وارث ہوگیا تو یہ وصیت باطل ہوگی۔

مثال ا: زید کے باپ دادا دونوں زندہ تھے چوں کہ باپ کی موجودگی میں دادا وارث نہیں ہوتا اس لیے زید نے دادا کے لیے کچھ وصیت کردی بظاہر جائز تھی۔

تقدیر سے زید کی زندگی میں زید کے باپ کا انتقال ہوگیا۔ اب باپ کی جگہ دادا وارث ہوگیا اور وصیت جو کچھ ان کے لیے کی گئی تھی وہ باطل ٹھہری۔

مثال ۲: زید کا بیٹا موجود تھا لہٰذا ہمشیرہ محروم تھی اس کے لیے زید نے کچھ وصیت کردی۔ بقضائے الٰہی زید کا بیٹا داغ مفارقت دے گیا تو زید کی ہمشیرہ وارث ہوگئی۔ لہٰذا اس کے لیے جو وصیت کی تھی وہ بے کار اور باطل ہوگئی۔

شرط (۷) یہ شرط تو پہلے بار بار معلوم ہو چکی ہے کہ وصیت ثلث سے زیادہ نہ ہو، اگر اتنی زیادہ وصیت کی ہے کہ ثلث مال میں پوری نہیں ہوسکتی تو صرف ثلث میں جاری ہوگی۔ ثلث سے زیادہ کا خرچ کرنا وارثوں کی رضا مندی اور اختیار پر موقوف ہے اور اگر کوئی وارث ہی موجود نہ ہو تو ثلث سے زیادہ بل کہ کل مال کی وصیت بھی جائز و معتبر ہے، بشرطیکہ دین (قرض) نہ ہو۔

اگر چہ شریعت نے وارثوں کے لئے خود حصے مقرر فرما کر تقسیم کر دیا ہے اس لئے ترکہ کی تقسیم اور وارثوں کے لئے اب نہ وصیت کی ضرورت ہے اور نہ معتبر، اگر ان کے خلاف وصیت کرے گا تو ہرگز اعتبار نہ ہوگا اور گناہ بے لذت اور عذاب آخرت سر پر رہے گا۔ لیکن دیگر امور کے لیے وصیت کر جانا اب بھی مستحب ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان پر دو راتیں بھی ایسی نہیں گذرنی چاہییں کہ اس کے پاس وصیت نامہ لکھا ہوا موجود نہ ہو۔

اس لئے جس شخص کے ذمہ پر لوگوں کے قرض ہوں یا اس کے پاس امانتیں ہوں جن کی کوئی ایسی سند نہیں جس سے قرض خواہ اور امانت کا مالک دعویٰ کر کے وصول کر سکے یا اسی قسم کے اور معاملات ہوں جن میں بلا وصیت لوگوں کی حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اس پر لازم و واجب ہے کہ اگر وصیت کا موقع پائے تو وصیت کر جائے اور ان لوگوں کے حقوق کو تحریراً یا تقریراً ظاہر کر جائے۔

اسی طرح جس شخص نے اپنی کوتاہی سے بلا عذر شرعی نماز روزے قضا کر دیے ہوں یا واجب شدہ حج وزکوۃ ادا نہ کیا ہو اس پر بھی واجب ہے بشرطیکہ مال موجود ہو کہ ان امور کے ادا کرنے کی وصیت کر جائے۔ اگر وصیت کا موقع پایا اور وصیت نہ کی تو گناہ گار ہو کر آخرت میں مستحق عذاب ہوگا چوں کہ قریب المرگ ہونے کی حالت میں وصیت کا موقع پانے کا یقین نہیں لہٰذا دین داری کی بات یہ ہے کہ انسان حالت صحت وحیات ہی میں اس قسم کے امور کی وصیت کر دے۔

اگر میت نے مختلف وصیتیں کی ہوں وہ سب ثلث مال سے پوری نہ ہو سکیں تو جو زیادہ ضروری ہو وہ مقدم ہوگی یعنی فرائض کی وصیت واجبات پر اور واجبات کی نوافل پر مقدم ہوگی۔

محروم ومحجوب وغیرہ کا بیان

جو چیزیں میراث پانے سے محروم کردیتی ہیں

چار امور ایسے ہیں جن کی وجہ سے وارث کو میراث نہیں ملتی۔ وہ امور یہ ہیں (۱) غلامی (۲) قتل مورث (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف دار (یعنی اختلاف ممالک وسلطنت)۔ اب یہاں ان چار امور کو علی حدہ بیان کیا جاتا ہے[۱]۔

(۱) غلامی: غلام چوں کہ شرعاً مالک ہونے کی قابلیت نہیں رکھتا، اس کے قبضہ میں جو کچھ آتا ہے وہ اس کے مالک وآقا کی ملک ہوجاتا ہے لہٰذا اگر غلام کا کوئی رشتہ دار مرجائے تو اس کے مال میں سے غلام کو میراث نہ ملے گی بل کہ محروم رہے گا کیوں کہ اگر اس کو حصہ دلایا جائے تو وہ ایک ایسے شخص کی ملک ہوجائے گا جو اس مال کا مستحق نہ تھا اور غلام کے انتقال پر اس کے وارثوں کو میراث اس لیے نہیں ملتی کہ غلام جب حالت غلامی میں مرتا ہے تو اس کا ترکہ ہی باقی نہیں رہتا کیوں کہ وہ کسی چیز کا مالک ہی نہ تھا جو کچھ اسباب ومال اس کے قبضہ میں ہے وہ زندگی میں بھی آقا اور مالک کا مملوک تھا اور غلام کے مرنے کے بعد بھی اسی کا مملوک رہا اب غلام کے وارثوں کو کہاں سے حصہ پہنچے اور کیسے میراث حاصل ہو۔

---

[۱] موانع ارث کی تفصیل ہم نے ''مفید الوارثین'' اور ''قانون وراثت'' سے بتصرف ذکر کی ہے۔

(۲) قتل: قتل سے مراد وہ قتل ہے جس کی وجہ سے فی نفسہ قصاص یا کفارہ واجب ہو اگرچہ کسی مانع کی وجہ سے قصاص و کفارہ ساقط ہو گیا ہو جیسے اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا تو باپ وارث نہ ہوگا۔ اگرچہ اس پر قصاص و کفارہ بھی نہیں۔ لہذا اگر بالغ وارث نے اپنے مورث کو ظلماً مار ڈالا تو یہ وارث میراث سے بالکل محروم رہے گا۔

فائدہ: جس قتل میں قصاص یا کفارہ آتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں

(۱) عمد (۲) شبہ عمد (۳) خطاء

عمد: یہ ہے کہ ایسی چیز سے قصداً قتل کرے جو جارح ہونے کی وجہ سے اجزاء میں تفریق پیدا کرتی ہو مثلاً تلوار، چھرا، بانس کی تیز کھپانچ اور آگ وغیرہ اس قتل کا موجب قصاص، گناہ، اور میراث سے محرومی ہے۔

شبہ عمد: یہ ہے کہ ایسی چیز سے قصداً قتل کرے جو جارح نہ ہو خواہ کسی بڑی موٹی بھاری زوردار چیز سے مارا ہو جس کے مارنے سے عموماً آدمی مرجاتے ہیں جیسے موٹا لٹھ، بڑا پتھر وغیرہ یا کسی چھوٹی چیز کے مارنے سے مرجائے جس سے عموماً لوگ نہیں مرتے مثلاً پتلی چھڑی، چھوٹا پتھر وغیرہ۔ اس کا موجب دیت، کفارہ اور حرمان میراث ہے۔

خطاء: یہ ہے کہ سہواً قتل ہو جائے یعنی غلطی سے مارا جائے مثلاً ہرن کو گولی یا تیر مارتا تھا نشانہ خطا کر گیا اور مورث پر جا لگا۔ یا بندوق درست کر رہا تھا بلا قصد چل

گئی اور مورث کو گولی لگ گئی یا کوئی چاقو یا بڑی چیز اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر مورث پر جا پڑی وہ اس کے صدمہ سے مر گیا۔ اس کا موجب دیت، کفارہ اور حرمان میراث ہے۔

اگر نابالغ یا مجنون نے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو میراث سے محروم نہ ہوگا کیوں کہ نابالغ اور مجنون کے اکثر افعال شرعاً مستوجب سزا و جزا نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر ظلماً نہیں مارا بل کہ مورث ناحق اس پر حملہ کرتا تھا اس نے اپنے بچانے کے لیے اس پر وار کیا اور وہ مورث مر گیا تو یہ وارث میراث سے محروم نہ ہوگا یا مورث پر سزا میں کسی درجہ سے شرعاً قتل واجب ہوا اور بادشاہ یا قاضی کے حکم سے وارث نے قتل کر دیا تو بھی میراث سے محروم نہ ہوگا، کیوں کہ ان سب صورتوں میں قتل ظلماً نہیں ہے۔

(۳) اختلاف دین: اگر وارث مسلمان ہے اور مورث کافر ہے خواہ ہندو ہو یا عیسائی، یہودی، یا آتش پرست ہو تو اس کی میراث مسلمان کو نہیں ملے گی بل کہ اگر اس کے کافر وارث موجود ہوں تو ان کو دے دی جائے گی اور اگر کوئی بھی نہ ہو تو بیت المال میں جمع کی جائے گی اور اگر مورث مسلمان ہے اور وارث کافر ہے تو اس کو بھی مورث کی میراث نہ ملے گی بل کہ جو وارث مسلمان ہیں ان کو دی جائے گی۔

اسلام کے سوا جس قدر مذاہب اور فرقے ہیں ان کا مقدمہ اگر اسلامی

عدالت میں آئے تو ان میں باہم میراث جاری کرائی جائے گی مثلاً بیٹا یہودی اور باپ نصرانی ہے تو ان میں باہم میراث جاری ہونے کا حکم دیا جاتا ہے یا شوہر ہندو برہمن ہے اور زوجہ عیسائی ہے ان میں سے اگر ایک مرجائے تو دوسرے کو میراث پہنچنے کا فیصلہ کیا جائے گا لیکن مسلمان کو ان فرقوں میں سے کسی کے مال میں سے بھی میراث نہیں پہنچ سکتی۔ اور نہ مسلمان کے انتقال پر ان فرقوں مین سے کسی شخص کو کچھ حق مل سکتا ہے۔ مثلاً کسی ہندو کا بھائی مسلمان ہوگیا ہے اب اگر وہ مرجائے تو اس مسلمان کو ہرگز کچھ نہ ملے گا علی ہذا القیاس اگر کسی مسلمان نے عیسائی عورت سے نکاح کرلیا تو مسلمان شوہر کی وفات پر زوجہ کو میراث نہ ملے گی البتہ اگر مہر ادا نہ کیا ہو تو دیا جائے گا اور اگر بیوی شوہر کی زندگی میں کوچ کر گئیں تو شوہر کو کچھ بھی نہ ملے گا۔

جو شخص مرتد ہوجائے یعنی دین اسلام سے پھر جائے وہ بھی کافروں کے مانند اہل اسلام کی میراث سے محروم رہے گا۔ البتہ اس کے مارے جانے یا کافروں سے مل جانے کے بعد اگر اس کا مال اہل اسلام کے قبضہ میں ہو تو حالت اسلام میں حاصل کیا ہوا مال اس کے مسلمان وارثوں پر تقسیم کردیا جائے اور حالت ارتداد کی کمائی یعنی اسلام سے پھر جانے کے بعد جو کچھ کمایا ہے وہ بیت المال میں داخل کیا جائے۔ عورت اگر دین سے پھر جائے اور کافروں سے مل جائے یا قتل کی جائے تو اس کا مال مسلمان وارثوں کو پہنچے گا خواہ حالت اسلام میں وہ مال اس کو حاصل ہوا ہو یا مرتد ہونے کے بعد۔

(۴) اختلاف ممالک و وطن: یعنی میت اور وارث کے ملک وولایت کا مختلف ہونا۔ مسلمان کا وارث گو کتنی ہی بعید ولایت اور مختلف ملک میں رہتا ہوا اپنے مورث کے مال سے محروم نہ رہے گا خواہ کتنا ہی بعد الشرقین ہو اور دونوں کی سکونت مختلف سلطنتوں میں ہو البتہ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں ان میں اگر میت اور وارث دو مختلف ملکوں میں رہتے ہوں اور ان سلطنتوں میں باہم صلح بھی نہ ہو تو دوسرے ملک کے رہنے والے میت کی میراث اس کے وارث کو نہ پہنچے گی اور مختلف ملکوں میں رہنا میراث سے محرومی کا باعث ہو جائے گا۔ فرض کرو کہ پاکستان کی گورنمنٹ برطانیہ اور روس کی گورنمنٹ میں صلح نہ رہے تو پاکستان کا باشندہ شریعت اسلامی کے قاعدہ سے مملکت روس کے باشندے کی میراث اور ترکہ نہیں پا سکتا۔

نوٹ: میراث سے محروم ہونے کے پہلے سبب (غلامی) اور چوتھے سبب (اختلاف دار) کو ہم نے محض تکمیل اور سرسری اطلاع کی غرض سے ذکر کر دیا ہے ورنہ غلامی تو آج کل تقریباً بالکل ہی مفقود ہے۔ اور چوتھا سبب یعنی اختلاف ملک بھی کہیں نہیں پایا جاتا۔ تمام سلطنتوں میں باہم صلح ہے ایک حکومت کا سفیر دوسری جگہ رہتا ہے۔ دوسرے بادشاہ کی رعایا کی حفاظت اپنی رعایا سے بھی زیادہ کی جاتی ہے۔ باطنی مخالفت وقلبی عداوت کے ساتھ باضابطہ اور ظاہری صلح نے بالکل تَحۡسَبُهُمۡ جَمِيۡعًا وَّقُلُوۡبُهُمۡ شَتّٰى کا مصداق بنا دیا ہے اور سلطنتوں کا

اختلاف اگر پایا بھی جائے تو اہل اسلام کے حق میں اس کا اعتبار نہیں۔صرف غیر مسلموں کے لیے ایسا اختلاف ممالک باعث محرومی میراث ہے لیکن ان کو آج کل نہ اسلامی قاعدہ سے فیصلہ کرانے کی ضرورت ہے نہ مسئلہ پوچھنے کی۔

•

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذوی الفروض کا بیان

جن کا حصہ قرآن، حدیث یا اجماع امت سے متعین ہے وہ ذوی الفروض کہلاتے ہیں انہیں اصحاب الفرائض بھی کہتے ہیں، اور جو حصے کتاب اللہ میں مقرر و متعین ہیں وہ چھ ہیں، (۱) نِصف ۱/۲ (۲) رُبع ۱/۴ یعنی چوتھائی (۳) ثُمن ۱/۸ یعنی آٹھواں (۴) ثُلُثان ۲/۳ یعنی دو تہائی (۵) ثُلُث ۱/۳ یعنی تہائی (۶) سُدُس ۱/۶ یعنی چھٹا

علماء نے ان کو دو انواع میں تقسیم کیا ہے۔

نوع اول	نوع ثانی
نِصف (۱/۲)	ثُلُثان (۲/۳)
رُبع (۱/۴)	ثُلُث (۱/۳)
ثُمن (۱/۸)	سُدُس (۱/۶)

ذوی الفروض کل بارہ ہیں چار مرد اور آٹھ عورتیں۔

مرد:

(۱) شوہر (۲) باپ (۳) دادا ↑[۱] (۴) اخیافی بھائی

(۱) دادا کے ساتھ اوپر کی جانب اشارہ کرنے والا تیر کا نشان، پردادا وغیرہ کے لئے بطور علامت کے استعمال کیا گیا ہے۔

عورتیں:

(۱) بیوی (۲) بیٹی (۳) پوتی↓[۲] (۴) عینی بہن[۳] (۵) علاتی بہن (۶) اخیافی بہن

(۷) ماں (۸) جدہ (نانی، دادی)

ذوی الفروض کے حالات

بارہ ذوی الفروض میں سے کس صاحب فرض کو مقررہ چھ حصوں میں کونسا حصہ کس صورت میں ملتا ہے اس کا تفصیلی بیان ترتیب وار لکھا جاتا ہے۔

(۱) باپ کے حالات

باپ کے تین حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۶)	جبکہ میت کا بیٹا یا پوتا↓ ہو تو باپ کو سدس ملتا ہے چاہے لڑکی ہو یا نہ ہو۔

(۲) پوتی کے ساتھ نیچے کی جانب اشارہ کرنے والا کا نشان، پر پوتی وغیرہ کے لئے بطور علامت کے استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) بہن بھائی تین قسم کے ہوتے ہیں ایک عینی جن کے ماں باپ ایک ہوں انہیں حقیقی بھی کہتے ہیں دوسرے علاتی جن کا باپ ایک ہو اور ماں الگ الگ ہو تیسرے اخیافی جن کی ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ ہو۔

۲	(۱/۶ + عصبہ[۱])	جب میت کی بیٹی یا پوتی ↓ ہو اور بیٹا اور پوتا ↓ نہ ہو تو باپ کو بطور صاحب فرض کے سدس (۱/۶) ملے گا اور اگر مال بچ جائے تو بطور عصبہ کے یہ بھی لے لے گا۔ یعنی باپ اس صورت میں عصبہ بھی ہوگا اور صاحب فرض بھی۔
۳	عصبہ	اگر میت کی اولاد نہ ہو (یعنی بیٹا یا پوتا ↓ یا بیٹی یا پوتی ↓ نہ ہو) تو باپ صرف عصبہ ہوگا۔

(۲) دادا کے احوال

دادا کے چار حالات ہیں تین تو باپ کے حالات کی مانند ہیں، اور چوتھا حال یہ ہے کہ دادا باپ کی موجودگی میں میراث نہیں پاتا (یعنی محجوب ہوتا ہے)۔

(۳) اخیافی بھائی (اور بہن) کے حالات

اخیافی بہن کے حالات اخیافی بھائی کی طرح ہیں، اخیافی بھائی کو اخیافی بہن سے دوگنا نہیں ملتا بلکہ میراث پانے میں یہ دونوں برابر ہوتے ہیں اس لئے ہم جب صرف اخیافی لکھیں تو اس سے مراد بھائی یا بہن دونوں ہوسکتے ہیں۔ ان کے تین حالات ہیں۔

---

(۱) ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو بچ جائے وہ عصبہ کو ملتا ہے عصبہ کا تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۳)	اخیافی جب دو یا زیادہ ہوں تو انکو ثلث (۱/۳) ملتا ہے
۲	(۱/۶)	اخیافی جب ایک ہو تو سدس (۱/۶) ملتا ہے۔
۳		اگر میت کا بیٹا یا پوتا↓ یا بیٹی یا پوتی ↓ ہو یا میت کا باپ یا دادا↑ ہو تو اخیافی محجوب ہوتے ہیں۔

(۴) شوہر کے حالات

شوہر کے دو حالات ہیں۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	شوہر کو نصف (۱/۲) ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی پوتا↓، پوتی ↓ نہ ہو۔
۲	(۱/۴)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا ↓، پوتی ↓) ہو تو ربع (۱/۴) ملتا ہے۔

(۱) بیوی کے حالات

بیوی کے دو حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۴)	بیوی (ایک ہو یا زائد) کو ربع (۱/۴) ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↓، پوتی ↓) نہ ہو۔

۲	(۱/۸)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↓، پوتی↓) ہو تو بیوی (ایک ہو یا زائد) کو ثمن (۱/۸) ملتا ہے۔

(۲) بیٹی کے حالات

بیٹی کے تین حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	بیٹی اگر ایک ہو اسے نصف (۱/۲) ملتا ہے
۲	(۲/۳)	اگر دو یا زیادہ ہوں تو دوثلث (۲/۳) ملتا ہے
۳		اگر بیٹی کے ساتھ بیٹا بھی ہو تو یہ بیٹی کو عصبہ بنالیتا ہے یعنی ذوی الفروض کو انکا حصہ دینے کے بعد جو بچے اسمیں لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کا ایک حصہ ہوگا

(۳) پوتی کے حالات

پوتیوں کے چھ حالات ہیں

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	پوتی اگر ایک ہو اسے نصف (۱/۲) ملتا ہے
۲	(۲/۳)	اگر پوتیاں دو یا زیادہ ہوں تو دوثلث (۲/۳) ملتا ہے، جبکہ میت کی کوئی بیٹی نہ ہو۔

۳	(۱/۶)	اگر میت کی ایک بیٹی ہوتو پوتی کوسدس (۱/۶) ملتا ہے (چاہے پوتی ایک ہو یا زائد) تکملہ ثلثین کیلئے۔
۴		اگر میت کی دو بیٹیاں ہوں تو پوتیاں وارث نہیں ہوتیں۔
۵		لیکن اگر پوتیوں کے ساتھ پوتا ہوتو یہ پوتا ان پوتیوں کوعصبہ بنالے گا اور اس صورت میں پوتیاں وارث بنیں گی ۔
۶		میت کا اگر بیٹا ہوتو پوتیاں میراث سے محروم ہوتی ہیں

تکملہ ثلثین : ثلثین عربی میں (۲/۳) کو کہتے ہیں اور تکملہ ثلثین کا معنی یہ ہیں کہ شریعت میں بیٹی کے لئے جبکہ وہ ایک ہو نصف (۱/۲)، اور دو یا زائد ہوں دو تہائی (۲/۳) حصہ مقرر ہے (یعنی اس سے زیادہ نہیں ملتا) اور پوتیاں بھی لڑکیوں کے حکم میں شامل ہیں۔ لہذا جب لڑکی ایک ہو اور اس کے ساتھ پوتی بھی ہوتو دونوں کا حصہ ملا کر (۲/۳) ہے، جبکہ بیٹی کے لئے ایک ہونے کی صورت میں نصف مقرر ہے لہذا بیٹی کو (۲/۳) میں سے اس کا نصف (۱/۲) حصہ دینے کے بعد پوتی کے لئے سدس (۱/۶) بچتا ہے، کیونکہ ۱/۲ + ۱/۶ = ۲/۳

(۴) حقیقی بہن کے حالات

حقیقی بہن کے پانچ احوال ہیں۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	ایک ہوتو اسے نصف ملتا ہے۔

۲	(۲/۳)	دو یا زیادہ ہوں تو اسے دوثلث ملتا ہے۔
۳		حقیقی بہن حقیقی بھائی کے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہے۔
۴		حقیقی بہن کے ساتھ اگر میت کی بیٹی یا پوتی ↓ ہو تو بہن عصبہ مع الغیر بن جاتی ہے یعنی بیٹی یا پوتی اور دیگر ذوی الفروض کو انکا حصہ دینے کے بعد جو بچ جائے وہ بہن کو ملے گا۔
۵		اگر میت کا بیٹا یا پوتا ↓ یا باپ یا دادا ↑ ہو تو ہو تو حقیقی بہن کو میراث میں سے کچھ نہیں ملتا۔

(۵) علاتی بہن کے حالات

علاتی بہن کے سات حالات ہیں۔

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۲)	ایک ہو تو اسے نصف ملتا ہے۔
۲	(۲/۳)	دو یا زیادہ ہوں تو اسے دوثلث ملتا ہے۔ جبکہ حقیقی بہن نہ ہو۔
۳	(۱/۶)	اگر حقیقی بہن ایک ہو تو علاتی بہن (ایک ہو یا زیادہ) کو سدس (۱/۶) ملتا ہے تکملہ ثلثین کے لئے۔
۴		اگر حقیقی بہنیں دو یا زائد ہوں تو علاتی بہنیں محجوب ہوتی ہیں۔

اگر حقیقی بہنیں دو یا زائد ہوں اور علاتی بہنوں کے ساتھ علاتی بھائی بھی ہو تو علاتی بھائی علاتی بہنوں کو عصبہ بنا لیتا ہے، اس صورت میں علاتی بہن محجوب نہ ہوگی۔		۵
اگر علاتی بہنوں کے ساتھ میت کی بیٹی یا پوتی↓ ہو تو یہ انکے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ حقیقی بہن کے حالات میں گزرا۔		۶
اگر میت کا بیٹا یا پوتا↓ یا باپ یا دادا↑ حقیقی بھائی ہو تو علاتی بہن (ایک ہو یا زیادہ) کو کچھ نہیں ملتا، اسی طرح اگر حقیقی بہن (ایک ہو یا زیادہ) میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر عصبہ مع الغیر بن جائے تو علاتی بہن بھائی سب محجوب ہو جاتے ہیں۔		۷

(۶) اخیافی بہن کے حالات

اخیافی بہن کے حالات اخیافی بھائی کے حالات میں گزر چکے ہیں

(۷) ماں کے حالات

ماں کے تین احوال ہیں

حالت	حصہ	نمبر
اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا↓ پوتی↓) ہو یا کسی قسم کے دو یا زیادہ بھائی بہن ہوں تو ماں کو سدس (۱/۶) ملتا ہے۔	(۱/۶)	۱

۲	(۱/۳)	اگر میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی ، پوتا↓ پوتی↓) یا کسی قسم کے دو یا زیادہ بھائی بہن نہ ہوں تو ماں کو ثلث (۱/۳) ملتا ہے۔
۳	(۱/۳) مَابَقِی	دو مسئلوں میں ماں کو ثُلُثُ مَابَقِیَ (باقی بچے ہوئے کا تہائی) ملتا ہے۔ (۱) بیوی ، ماں ، باپ (۲) شوہر، ماں، باپ یعنی بیوی یا شوہر کو دینے کے بعد جو بچے اسکا تہائی ماں کو ملتا ہے (ماں کو دینے کے بعد باقی سارا باپ کو ملے گا)۔

(۸) دادی ونانی کے حالات

نمبر	حصہ	حالت
۱	(۱/۶)	جدہ (دادی یا نانی) کو سدس ملتا ہے، چاہے دادی یا نانی اکیلی ہو یا دونوں ہوں (یعنی دونوں کو الگ الگ سدس نہیں ملتا بلکہ اکٹھا دونوں کو صرف ایک سدس ملے گا)۔
۲		اگر میت کی ماں ہو تو دادی اور نانی دونوں محجوب ہوتی ہیں (یعنی میراث میں سے کچھ نہیں ملتا)۔
۳		اگر میت کا باپ ہو تو صرف دادی محجوب ہوگی۔

فائدہ

ورثاء کے احوال میں وارث کو لے کر بحث کی جاتی ہے کہ کس وارث کو کتنا حصہ ملتا ہے اور ذوی الفروض ورثاء کل بارہ ہیں اس لئے بارہ کا حال جاننا ضروری ہوا۔ دوسرا طریقہ حصوں کو لیکر بحث کرنا ہے کہ کونسا حصہ کس وارث کو کن شرائط کے ساتھ ملتا ہے، اور ذوی الفروض کے کل چھ حصے ہیں اس لئے اس طریقہ میں چھ حصوں کے احوال جاننا ضروری ہوا۔ ہم فائدہ کے لئے اسے بھی ذکر کر دیتے ہیں۔

حصہ	وارث (میت سے رشتہ)	شرائط
نصف (۱/۲)	۱) شوہر	جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔
	۲) بیٹی	جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا نہ ہو۔
	۳) پوتی	جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، اور بیٹی نہ ہو۔
	۴) عینی بہن	جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی اور پوتی نہ ہو۔
	۵) علاتی بہن	جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی اور عینی بہن نہ ہو۔
ربع (۱/۴)	۱) شوہر	شوہر کو ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد ہو۔
	۲) بیوی	بیوی کو ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد نہ ہو۔
ثمن (۱/۸)	۱) بیوی	بیوی کو ملتا ہے جبکہ میت کی اولاد ہو۔

ثلثان (۲/۳)	۱) بیٹی	جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا نہ ہو۔
	۲) پوتی	جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا، اور بیٹی نہ ہو۔
	۳) عینی بہن	جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا↓، بیٹی اور پوتی↓ نہ ہو۔
	۴) علاتی بہن	جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا↓، بیٹی، پوتی↓ اور عینی بہن نہ ہو۔
ثلث (۱/۳)	۱) ماں	جبکہ میت کی اولاد یا کسی قسم کے دو بہن بھائی نہ ہوں۔ دو مسئلوں میں ماں کو ما بقی کا ثلث ملتا ہے جس کا تفصیلی ذکر ماں کے احوال میں ہو چکا ہے۔
	۲) اخیافی	جبکہ دو یا زائد ہوں اور میت کا بیٹا، پوتا↓، باپ، دادا↑ بیٹی، اور پوتی↓ نہ ہو۔

	۱) ماں	جبکہ میت کی اولاد یا کسی قسم کے دو بہن بھائی ہوں۔
	۲) اخیافی	جبکہ ایک ہو اور میت کا بیٹا، پوتا↓، باپ، دادا↑ بیٹی، اور پوتی↓ نہ ہوں۔
	۳) پوتی	جبکہ میت کی بیٹی صرف ایک ہو اور بیٹا یا پوتا نہ ہو۔
	۴) علاتی بہن	جبکہ میت کی عینی بہن صرف ایک ہو اور بیٹا یا پوتا↓ باپ، دادا↑ عینی بھائی نہ ہو۔
سدس (1/٦)	۵) باپ	صرف سدس اس وقت ملے گا جبکہ میت کا بیٹا، پوتا↓ ہو، بقیہ دو صورتیں باپ کے حالات میں دیکھ لی جائیں۔
	٦) دادا	صرف سدس اس وقت ملے گا جبکہ میت کا بیٹا، پوتا↓ ہو اور باپ نہ ہو، اور دادا باقی احوال میں بھی باپ کی غیر موجودگی میں باپ کی طرح ہے۔ جبکہ میت کی ماں نہ ہو۔
	۷) نانی	جبکہ میت کی ماں اور باپ نہ ہو
	۸) دادی	اگر نانی اور دادی دونوں ہوں تو دونوں کو ملا کر سدس ملے گا (یعنی دونوں کو الگ الگ نہ ملے گا)

عصبات کا بیان

عصبہ بمعنی پٹھا ہے، اصطلاحاً وہ شخص جو کہ گوشت پوست میں شریک ہو جس کے عیب دار ہونے سے خاندان میں عیب لگے شرع میں اولاد باپ کی ہوتی ہے اس لئے عورت کے خاندان کی اولاد عصبہ نہیں، کیونکہ وہ اولاد تو اس کے شوہر کی ہے اور اصلی وارث عصبہ ہے اس لئے بیٹا شرع میں عصبہ ہوا ذوی الفروض میں سے نہ ہوا۔

ذوی الفروض کے بعد عصبہ کا حق ہے، اگر ذوی الفروض میں سے کوئی بھی نہ ہو تو سب عصبہ کو ملے گا، یا ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ بچ جائے تو وہ بھی عصبہ کو ملے گا۔

عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

نوٹ: اس مختصر رسالے میں ہم صرف عصبہ نسبی کو بیان کریں گے۔

عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں

(۱) عَصَبہ بِنَفْسِہٖ (بذات خود عصبہ)

(۲) عَصَبہ بِالْغَیْر

(۳) عَصَبہ مَعَ الْغَیْر

عصبہ بنفسہ (بذات خود عصبہ):

عصبہ بنفسہ خود بھی مذکر ہوتے ہیں اور اور میت کی طرف مذکر کے واسطے سے منسوب ہوتے ہیں۔ مثلاً بیٹا کہ باپ کے واسطے سے منسوب ہے۔ عصبہ

بنفسہ باعتبار استحقاق کے چار قسم پر ہے۔

(۱) بیٹا، پوتا↓

(۲) باپ، دادا↑

(۳) بھائی

۱) عینی بھائی ⟵ ۲) علاتی بھائی

۳) عینی بھتیجا ⟵ ۴) علاتی بھتیجا

(۴) چچا

۱) عینی چچا ⟵ ۲) علاتی چچا

۳) عینی چچا کا بیٹا ⟵ ۴) علاتی چچا کا بیٹا

یہ چاروں قسمیں ترتیب وار وارث ہوتی ہیں یعنی سب سے مقدم پہلی قسم پھر دوسری پھر تیسری پھر چوتھی، تفصیل اس کی یہ ہے کہ بیٹے کی موجودگی میں پوتا↓ محجوب[۱] ہوگا، دوسری قسم عصبہ نہ رہے گی اور تیسری اور چوتھی قسم سب محجوب ہوجائیں گے، اور جب بیٹا نہ ہوتو پوتے کی موجودگی میں اسی طرح ہوگا (یعنی پر پوتا↓ محجوب ہوگا، دوسری قسم عصبہ نہ رہے گی اور تیسری اور چوتھی قسم سب محجوب ہوجائیں گے) اور پوتا بھی نہ ہوتو پر پوتے کی موجودگی میں اسی طرح ہوگا۔ اگر پہلی قسم نہ ہو اور دوسری قسم میں سے باپ ہوتو دادا↑ محجوب ہوگا اور تیسری اور چوتھی

(۱) محجوب بمعنی محروم ہے۔ محروم اور محجوب کے درمیان ایک باریک فرق ہے اس مختصر رسالے میں اسے تسہیل کی غرض سے نظر انداز کردیا گیا ہے۔

قسم بھی سب محجوب ہوجائیں گے۔ باپ نہ ہوتو دادا کی موجودگی میں بھی ایسا ہی ہوگا (یعنی تیسری اور چوتھی قسم بھی سب محروم ہوجائیں)۔ اگر دوسری قسم نہ ہو اور تیسری قسم میں سے کوئی ہوتو چوتھی والے سب محجوب ہوں گے، اور خود تیسری قسم میں ترتیب یہ ہے کہ عینی بھائی ہوتو علاتی محجوب، علاتی بھائی ہوتو عینی کا بیٹا (عینی بھتیجا) محجوب ہوگا۔ آسانی کے لئے ہم نے ان پر نمبر لگا دیئے ہیں۔ چوتھی قسم کی ترتیب تیسری قسم کی طرح ہے۔

عصبہ بالغیر

جن عورتوں کے لئے نصف حصہ مقرر ہے یعنی بیٹی، پوتی، عینی بہن، علاتی بہن اپنے بھائیوں کے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہیں، پھر ان میں تقسیم اس طرح ہوتی ہے کہ بھائی کو بہن سے دوگنا ملتا ہے۔

عصبہ مع الغیر

وہ ذوی الفروض عورتیں ہیں جو دوسری ذوی الفروض عورتوں کی وجہ سے عصبہ ہوجاتی ہیں جیسے عینی بہن یا علاتی بہن، بیٹی یا پوتی کے ساتھ ملکر عصبہ ہوجاتی ہے، جبکہ بیٹی یا پوتی خود ذوی الفروض ہی ہوں گی اور ان کو ان کا مقرر حصہ ہی ملے گا۔

نوٹ: جہاں مطلق عصبہ لکھا جاتا ہے اس سے عصبہ بنفسہ مراد ہوتا ہے اور حقیقت میں عصبہ یہی ہے، عصبہ بالغیر اور مع الغیر اصل میں ذوی الفروض ہیں اس لئے جہاں کوئی عصبہ کی تعریف پوچھتا ہے تو عصبہ بنفسہ کی تعریف کی جاتی ہے۔

سوالات حل کرنے کا طریقہ

میراث کے سوالات حل کرنے کا طریقہ ترتیب وار درج کیا جاتا ہے۔

(۱) لفظ ''میت'' کا لمبا خط کھینچیں جس میں ''ت'' پر نقطے نہ لگائیں (میـــــــ)۔

(۲) تمام ورثاء لفظ میت کے نیچے ترتیب وار لکھیں یعنی اول ذوی الفروض پھر عصبہ۔

(۳) اس کے بعد ذوی الفروض کے مقرر حصے ان کے نام کے نیچے لکھ دیں عصبہ کے نیچے عصبہ لکھ دیں اور جو محروم (محجوب) ہو رہا ہو اس کے نیچے ''م'' لکھ دیں۔

(۴) ذوی الفروض کے حصوں کے نسب نما (denominater) کا ذواضعاف اقل (LCM) نکالیں، میت کے اوپر دائیں طرف لفظ مسئلہ لکھ کر یہ ذواضعاف اقل لکھ دیں، یہ مسئلے کا مخرج کہلاتا ہے یعنی ورثاء میں تقسیم ہونے والے مال کے اتنے حصے کریں گے۔

(۵) پھر ذوی الفروض کو اس مخرج میں سے ان کا حصہ دے دیں اور جو باقی بچ جائے اسے عصبہ کو دے دیں۔

مثال اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مثال:

مسئلہ ۲۴

میت

بیوی	بیٹی	ماں	پوتا	نانی
۱/۸	۱/۲	۱/۶	عصبہ	م
۳	۱۲	۴	۵	

وضاحت:

(۱) اول لفظ میت کا لمبا خط کھینچا۔

(۲) لفظ میت کے نیچے ورثاء ترتیب وار لکھ دیئے۔

(۳) ذوی الفروض (بیوی، بیٹی، ماں) کے حصے ان کے ناموں کے نیچے لکھ دیئے، پوتا عصبہ ہے اس کے نیچے عصبہ لکھ دیا اور نانی کو ماں محجوب کرتی ہے اس کے نیچے ''م'' لکھ دیا۔

(۴) ذوی الفروض ورثاء کے حصوں کے نسب نما (۶،۲،۸) کا ذو اضعاف اقل نکالا تو ''۲۴'' آیا اسے لفظ میت کے دائیں طرف لفظ مسئلہ کے ساتھ لکھ دیا۔

(۵) ''۲۴'' میں سے بیوی کا آٹھواں حصہ ''۳'' بیٹی کا نصف ''۱۲'' اور ماں کا چھٹا حصہ ''۴'' ان کو دے دیئے باقی پانچ ''۵'' بچے جو پوتے یعنی عصبہ کو دے دیئے۔

اگلے صفحہ پر دیئے گئے مشقی سوالات اسی طریقہ کے مطابق کریں۔

مشق نمبر ۱

(۱) بیوی بیٹی ماں باپ نانی

(۲) شوہر بیٹا ماں باپ

(۳) بیوی پوتا ماں باپ

(۴) شوہر پوتا باپ نانی

(۵) بیوی بیٹی ماں بہن

(۶) شوہر پوتی ماں بہن

(۷) شوہر بیٹا بیٹی ماں باپ

(۸) بیوی پوتا پوتی ماں باپ

(۹) شوہر بیٹے (۲) بیٹی باپ نانی

(۱۰) بیوی بیٹے (۲) بیٹی ماں باپ

(۱۱) شوہر بیٹے (۲) بیٹیاں (۲) ماں بہن دادی نانی

(۱۲) بیوی بیٹے (۳) بیٹیاں (۲) ماں بہن نانی

(۱۳) شوہر بیٹی پوتے (۲) پوتی ماں

(۱۴)	بیوی	بیٹی	پوتے (۲)	پوتی	ماں
(۱۵)	شوہر	بیٹی	ماں	علاتی بہن	
(۱۶)	بیوی	پوتی	ماں	بہن	
(۱۷)	شوہر	بیٹی	پوتی	بہن	
(۱۸)	بیوی	بیٹی	پوتی	علاتی بہن	
(۱۹)	شوہر	بیٹیاں (۲)	بھائی	بہن	
(۲۰)	بیوی	بیٹیاں (۲)	علاتی بھائی	علاتی بہن	
(۲۱)	شوہر	ماں	باپ		
(۲۲)	بیوی	ماں	باپ		
(۲۳)	شوہر	ماں	باپ	بھائی (۲)	
(۲۴)	بیوی	ماں	باپ	علاتی بھائی (۲)	
(۲۵)	شوہر	ماں	دادا		
(۲۶)	بیوی	ماں	دادا		
(۲۷)	شوہر	ماں	دادا	بھائی (۲)	

(۲۸) بیوی ماں دادا بھائی (۲)

(۲۹) ماں باپ بھائی

(۳۰) ماں باپ اخیافی بھائی (۲)

(۳۱) ماں دادا بھائی بہن

(۳۲) ماں بھائی بھتیجا

(۳۳) ماں چچا بھتیجا

(۳۴) ماں بھتیجے کا بیٹا چچا

(۳۵) ماں عینی چچا کا بیٹا علاتی چچا

(۳۶) بیوی ماں اخیافی بھائی بھتیجا

(۳۷) شوہر دادا نانی دادی

(۳۸) بیوی بیٹی دادا دادی

(۳۹) شوہر بہن علاتی بھائی

(۴۰) بیوی بہن بھائی

عول کا بیان

لغت میں عول کے کئی معنی ہیں (۱) ظلم، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذٰلِكَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (۲) ارتفاع یعنی بلند ہونا، کہا جاتا ہے عَالَ الْمَاءُ پانی بلند ہوگیا (۳) زیادہ یعنی بڑھ جانا۔ جب ترازو کا ایک پلڑا بڑھ جاتا ہے تو کہا جاتا ہے عَالَ الْمِيْزَانُ ترازو بڑھ گیا۔

اصطلاح میں عول کہتے ہیں ''مجموعہ سہام میں اضافہ ہوجانا اور ورثاء کے حصوں میں کمی آجانا''۔

وضاحت: پچھلے سبق میں ہم مسئلہ نکالنے کے طریقہ میں بتا چکے ہیں کہ مخرج کیسے نکالا جاتا ہے۔ پچھلے تمام مشقی سوالات میں مجموعہ سہام (تمام ورثاء کے کل حصے) مخرج کے برابر تھے لیکن بعض دفعہ مجموعہ سہام مخرج سے بڑھ جاتا ہے۔

مثال: شوہر ، عینی بہن ، علاتی بہن

مسئلہ ۶ عــ۷
میـــــــــــــــــــــــــــــ

شوہر	عینی بہن	علاتی بہن
۱/۲	۱/۲	۱/۶
۳	۳	۱

اس مسئلہ میں مخرج چھ ہے جبکہ ورثاء کے کل حصے سات ہیں، شوہر کے تین عینی بہن کے تین اور علاتی بہن کا ایک حصہ۔ ورثاء کے حصے اگر مخرج سے نکالے

جائیں، دیگر الفاظ میں ترکہ کے کل چھ حصے کئے جائیں اور ورثاء کو ان کے حصوں کے مطابق اس میں سے دیا جائے تو بعض ورثاء یا تو محروم ہو جائیں گے یا ان کا حصہ کم ہو جائے گا۔ لہذا شوہر اور عینی بہن کو ان کے تین تین حصے پورے دیئے جائیں تو مخرج میں سے علاتی بہن کے لئے کچھ نہیں بچے گا دیگر الفاظ میں ترکہ میں سے علاتی بہن کو کچھ نہیں ملے گا، اور اگر علاتی بہن کو اس کا حصہ ایک پورا دیا جائے تو شوہر یا عینی بہن کے ایک حصے کو کم کرنا پڑے گا۔ اس مشکل کو حل کرنے کے طریقہ کو عول کہتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ مخرج کو بڑھا کر مجموعہ سہام کے برابر کر دیا جائے دیگر الفاظ میں ترکہ کے حصے مخرج کے مطابق نہ کئے جائیں بلکہ مجموعہ سہام کے مطابق کئے جائیں، اس طرح ہر وارث کو میراث سے حصہ مل جائے گا لیکن تمام ورثاء کو ان کے اصل حصے سے کچھ کم ملے گا، مذکورہ مثال میں مخرج کو بڑھا کر چھ سے سات کر دیا جائے گا جس میں سے شوہر کے تین، عینی بہن کے تین، اور علاتی بہن کا ایک حصہ ہوگا، شوہر اور عینی بہن کا اصل حصہ نصف تھا لیکن ان کو سات میں سے تین ملتے ہیں جو نصف سے کم ہے اسی طرح علاتی بہن کا حصہ سدس ہے لیکن اس کو سات میں سے ایک ملتا ہے جو سدس سے کم ہے۔

عول لکھنے کا طریقہ: عول کو لفظ میت کے اوپر مسئلہ کے برابر علامت "عــــــ" بنا کر لکھ دیں جیسے مثال مذکور میں ظاہر ہے۔

سب سے پہلے عول کا مسئلہ کب پیش آیا؟

سب سے پہلے عول کا مسئلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا کہ ایک عورت کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے پیچھے شوہر اور دو سگی بہنیں چھوڑیں (شوہر کا حصہ نصف ہے اور بہنوں کا حصہ دو ثلث، مخرج چھ حاصل ہوا، چھ کا نصف تین اور دو ثلث چار ہے کل سات ہوئے جو مخرج چھ سے زیادہ ہے) شوہر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنا نصف ترکہ طلب کیا اسی طرح بہنوں نے ترکہ کا دو ثلث طلب کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''میں نہیں جانتا کہ کس کو ترکہ دینے میں مقدم کروں اور کس کو موخر'' یعنی اگر شوہر کو اس کا حصہ نصف پورا دے دوں تو بہنوں کا حصہ کم ہو جائے گا اور اگر بہنوں کو ان کا دو ثلث پورا دے دوں تو شوہر کے لئے نصف نہیں بچے گا۔ اس مشکل کے حل کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عول کا طریقہ بتایا جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ فرمایا اور اس طرح عول پر اجماع صحابہ ہو گیا۔

فائدہ: میراث کے مسائل میں جن مخارج سے واسطہ رہتا ہے وہ کل سات ہیں (۲، ۳، ۴، ۶، ۸، ۱۲، ۲۴) ان میں چار مخارج (۲، ۳، ۴، ۸) میں عول نہیں آتا اس لئے اگر ان مخارج میں سے کسی میں عول واقع ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ مسئلہ میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ صرف تین مخارج (۶، ۱۲، ۲۴) میں

عول آتا ہے چھ(٦) کے چار عول آتے ہیں (٧ ، ٨ ، ٩ ، ١٠)، بارہ (١٢) کے تین عول آتے ہیں (١٣، ١٥ ، ١٧) اور چوبیس (٢٤) کا صرف ایک عول آتا ہے (٢٧)۔

مشق نمبر۲
عول کے سوالات

(١) شوہر عینی بہنیں (٢)

(٢) شوہر عینی بہن علاتی بہن اخیافی بہن اخیافی بھائی

(٣) بیوی عینی بہنیں (٢) ماں اخیافی بھائی اخیافی بہن

(٤) شوہر پوتی ماں باپ

(٥) شوہر پوتیاں (٤) ماں دادا

(٦) عینی بہنیں (٢) اخیافی بھائی (٢) ماں

(٧) شوہر عینی بہنیں (٣) علاتی بہنیں (٢) اخیافی بہن

(٨) نانی علاتی بہنیں (٣) اخیافی بھائی (٢)

(٩) بیوی بیٹی پوتی ماں باپ

(۱۰) شوہر	عینی بہنیں (۲)	اخیافی بہنیں (۲)	ماں	
(۱۱) شوہر	عینی بہنیں (۳)	علاتی بہنیں (۲)	اخیافی بھائی	
(۱۲) بیوی	عینی بہنیں (۵)	اخیافی بھائی (۳)	دادی	
(۱۳) شوہر	بیٹی	پوتی	ماں	باپ
(۱۴) بیوی	بیٹیاں (۲)	ماں	باپ	
(۱۵) شوہر	علاتی بہن (۲)	اخیافی بھائی (۲)	نانی	

رد کا بیان

لغت میں رد کہتے ہیں رجوع یعنی لوٹانے کو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا (الاحزاب ۲۵) (اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹا دیا ہاتھ نہ لگی کچھ بھلائی)

اصطلاح شریعت میں رد عول کی ضد ہے عول میں مجموعہ سہام مخرج سے بڑھ جاتا ہے اور رد میں اس کے برعکس کم ہو جاتا ہے۔

ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ بچ جائے اور اسے لینے والا کوئی عصبہ نہ ہو تو بقیہ مال انہی ذوی الفروض پر ان کے حصوں کے بقدر رد کر دیا جاتا ہے، یعنی انہی پر لوٹا دیا جاتا ہے مگر زوجین (شوہر، بیوی) پر نہیں لوٹایا جاتا اس لئے زوجین کو مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمَا اور باقی ذوی الفروض کو مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ کہا جاتا ہے۔

رد لکھنے کا طریقہ: لفظ میت کے اوپر مسئلہ کے ساتھ یہ علامت "رد ــــ" بنا کر اس پر رد کرنے کے بعد جو عدد حاصل ہو لکھ دیں۔

رد کی اقسام:

رد کی چار قسمیں ہیں

(۱) مسئلہ میں مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ جنس واحد ہوں اور مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمَا نہ ہوں۔

قاعدہ: اس صورت میں مسئلہ عدد رؤس (ورثاء کی تعداد) سے رد ہوگا، یعنی مال کے اب اتنے حصے ہوں گے۔

مثال: پانچ بیٹیاں

مسئلہ ۳ رد ۵

میـــــــ

پانچ بیٹیاں

۲/۳

۲

۵

وضاحت: پانچ بیٹیوں کے لئے دوتہائی مقرر ہے مسئلہ اس کے نسب نما ''۳'' سے بنایا جس میں سے بیٹیوں کو دوتہائی یعنی ''۲'' دے دیا باقی ایک بچ گیا قسم اول کے مذکورہ قاعدے کے مطابق عدد روؤس ''۵'' سے مسئلہ رد کیا۔

(۲) مَنْ یُرَدُّ عَلَیْهِمْ دو یا تین جنس ہوں اور مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْهِمَا نہ ہوں۔

قاعدہ: اس صورت میں مسئلہ تمام ورثاء کے مجموعہ سہام سے رد ہوگا۔

مثال: ماں اخیافی بھائی

مسئلہ ۶ رد ۳

میـــــــ

ماں	اخیافی بھائی
۱/۳	۱/۶
۲	۱

وضاحت: اس مسئلے میں مَنْ یُرَدُّ عَلَیْهِمْ دو جنس ہیں ایک ماں اور دوسرا اخیافی بھائی مسئلہ ۶ سے حل ہوا ماں کو ''۲'' اور اخیافی کو ایک ملا باقی ''۳'' بچ گئے مذکورہ

قاعدے کے مطابق مسئلے کو ورثاء کے مجموعہ سہام ''۳'' (ماں کا حصہ ''۲'' اور اخیافی بھائی کا ''۱'') سے رد کیا۔

(۳) مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْه ہو اور مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِم ایک جنس ہو۔

قاعدہ: اس صورت میں مسئلہ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْه کے مخرج سے رد ہوگا اور مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْه کو اس کا حصہ اس کے مخرج سے دینے کے بعد جو بچے گا وہ مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِم کو ملے گا۔

مثال: شوہر ، بیٹیاں (۳)

مسئلہ ۱۲ رد ۴

شوہر	بیٹیاں (۳)
۱/۴	۲/۳
۳	۸
۱	۳

وضاحت: اس مسئلے میں مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْه شوہر ہے اور مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِم ایک جنس یعنی بیٹیاں ہیں۔ پہلے مسئلہ ''۱۲'' سے حل ہوا شوہر کو ''۳'' اور بیٹیوں کو ''۸'' دینے کے بعد ''۱'' بچ گیا۔ مذکورہ قاعدے کے مطابق شوہر کے حصے ۱/۴ کے مخرج ''۴'' سے مسئلہ رد کیا اور شوہر کو اس میں سے اس کا حصہ ''۱'' (یعنی مخرج چار کا چوتھائی) دینے کے بعد ''۳'' بچ گئے جو بیٹیوں کو دیئے۔

(۴) مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه ہو اور مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِم دو یا تین اجناس ہوں۔

قاعدہ: اس صورت میں دو مسئلے الگ الگ بنائیں۔ ایک مسئلہ میں صرف مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه ہوگا اور دوسرے میں صرف مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِم ہوں گے۔ من لا یرد علیہ کا حصہ (جو ہمیشہ ایک ہوگا) اس کے مخرج سے دینے کے بعد جو بچ جائے اسے محفوظ کرلیں اسے ''مَابَقِی'' کہتے ہیں، اس کے بعد مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِم کے مسئلے کے رد (جسے مخرج بعد الرد کہتے ہیں) سے مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه کے مخرج کو ضرب دیا جائے حاصل ضرب اصل مسئلے کا رد ہوگا پھر مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِمْ کے حصص کو مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه کے مَابَقِی سے ضرب دیں حاصل ضرب اصل مسئلے میں مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِم کا حصہ ہوگا پھر مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه کے حصے کو مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِمْ کے رد سے ضرب دیا جائے حاصل ضرب اصل مسئلے میں مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه کا حصہ ہوگا۔

مثال: شوہر ، بیٹی ، ماں

اصل مسئلہ ↓

مخرج بعد الرد ↓

مسئلہ ۱۲ رد ۱۶

میـــــــــــــ

	شوہر	بیٹی	ماں
	۱/۴	۱/۲	۱/۶
رد سے پہلے ⇦	۳	۶	۲
رد کے بعد ⇦	۴	۹	۳
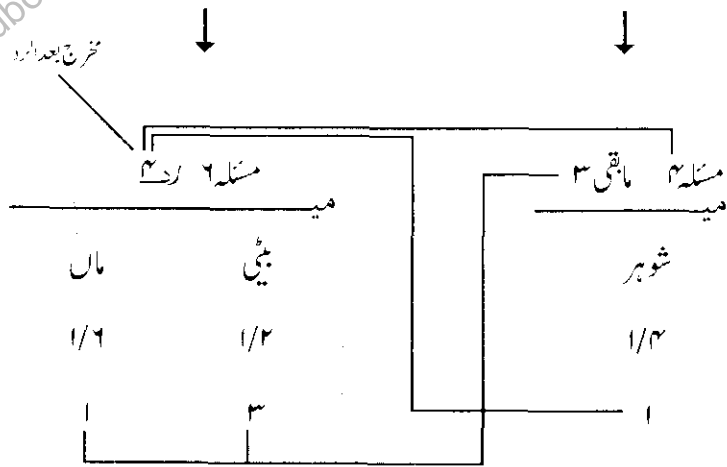
وضاحت: مذکورہ مثال میں مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه یعنی شوہر کے ساتھ مَنْ یُرَدُّ عَلَیْهِمْ بیٹی اور ماں دو اجناس ہیں۔ پہلے مسئلہ ''۱۲'' سے حل ہوا شوہر کو ''۳'' بیٹی کو ''۶'' اور ماں کو ''۲'' ملے، کل ''۱۱'' ہوئے ایک بچ گیا معلوم ہوا کہ یہ رد کا مسئلہ ہے، اس لئے مذکورہ قاعدے کے مطابق مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه اور مَنْ یُرَدُّ عَلَیْهِمْ کے الگ الگ مسئلے حل کیے مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه کا مخرج ''۴'' ہے اس میں سے شوہر کو ایک دینے کے بعد ''۳'' باقی بچا اور مَنْ یُرَدُّ عَلَیْهِمْ کے مسئلے کا مخرج بعد الرد ''۴'' آیا، بیٹی کا حصہ ''۳'' اور ماں کا ''۱'' ہے، اب مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْه کے مخرج ''۴'' سے مَنْ یُرَدُّ عَلَیْهِمْ کے مخرج بعد الرد ''۴'' کو ضرب دیا تو ''۱۶'' آیا جو اصل مسئلے کا مخرج بعد الرد ہوا پھر بیٹی کے حصے ''۳'' اور ماں کے ''۱'' کو مابقی ''۳'' سے

ضرب دیا جواب بالترتیب ''۹'' اور ''۳'' آیا جو اصل مسئلے میں ان کا حصہ ہے پھر شوہر کے حصے ''۱'' کو مسئلہ من یرد علیہم کے مخرج بعد الرد ''۴'' سے ضرب دیا جواب ''۴'' آیا جو اصل مسئلے میں شوہر کا حصہ ہے۔

فائدہ: ہم نے باب الرد کے شروع میں بتایا تھا کہ شوہر اور بیوی کے علاوہ دیگر ذوی الفروض پر رد ہوتا ہے تو باپ اور دادا اگرچہ ذوی الفروض میں سے ہیں لیکن ان کی موجودگی میں مسئلہ میں رد نہیں آتا کیونکہ ان کی دوسری حیثیت عصبہ کی بھی ہے جیسا کہ ان کے حالات میں گزرا، اور رد کے مسائل کے لئے ضروری ہے کہ مسئلے میں کوئی عصبہ نہ ہو۔ باپ اور دادا صرف ذوی الفرض اس وقت ہوتے ہیں جب ان کے ساتھ بیٹا یا پوتا ہو اور بیٹا اور پوتا بھی عصبہ ہیں۔

مشق نمبر ۳

رد کے سوالات

(۱) بیوی بیٹی

(۲) بیوی بیٹیاں (۲)

(۳) شوہر ماں

(۴) شوہر اخیافی بھائی (۲)

(۵) شوہر بیٹی ماں

(۶) بیوی بیٹی ماں

(۷) بیوی بیٹیاں (۲) ماں

(۸) بیوی بیٹی پوتی نانی

(۹) بیٹی دادی

(۱۰) بیٹی پوتی دادی

(۱۱) نانی اخیافی بہن

(۱۲) ماں اخیافی بھائی (۲)

(۱۳) بیٹیاں (۲) ماں

(۱۴) عینی بہن علاتی بہن

(۱۵) پوتی نانی دادی اخیافی بہن

(۱۶) بیویاں (۳) بیٹیاں (۴) دادی نانی

کچھ باتیں حساب کی

اب کچھ حساب کی ضروری اصطلاحات ذکر کی جاتیں ہیں۔

ذواضعاف اقل (LCM):

چھوٹے سے چھوٹا وہ عدد جسے دو یا زیادہ اعداد بلا کسر مکمل تقسیم کردیں وہ ان اعداد کا ذواضعاف اقل (LCM) کہلاتا ہے، جیسے (۴ اور ۸) ان کا ذواضعاف اقل ۸ ہے کیونکہ ۸ سے چھوٹا کوئی عدد نہیں جسے ۸ اور ۴ دونوں مکمل تقسیم کرتے ہوں البتہ ۸ سے بڑے لاتعداد اعداد ہیں جسے دونوں اعداد مکمل تقسیم کرتے ہیں جیسے ۱۶ اور ۲۴ وغیرہ۔

عاداعظم (HCF):

بڑے سے بڑا وہ عدد جو دو یا زیادہ اعداد کو یکبارگی مکمل تقسیم کردے ان اعداد کا عاداعظم کہلاتا ہے جیسے مذکورہ بالا مثال (۴،۸) میں عاداعظم ۴ ہے کیونکہ ۴ دونوں عددوں کو مکمل تقسیم کردیتا ہے جبکہ ۴ سے بڑا کوئی عدد نہیں جو ان دونوں اعداد کو مکمل تقسیم کرسکے البتہ ۴ سے چھوٹا عدد ۲ ہے جو ان دونوں اعداد کو مکمل تقسیم کرتا ہے۔

مختلف اعداد کا ذواضعاف اقل اور عاداعظم معلوم کرنے کا طریقہ ہم آگے ''نسب اربعہ'' کے بیان میں ذکر کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ۔

وفق:

دوعددوں میں سے ہرایک کواس کے عاداعظم سے تقسیم کرنے سے جوجواب آئے گاوہ اس عدد کاوفق کہلائے گا۔

پس

$$\text{وفق} = \frac{\text{عدد}}{\text{عاداعظم}}$$

جیسے (۴،۸) کاعاداعظم ۴ ہے

لہذا

$$\text{۸ کاوفق} = \frac{۸}{۴} = ۲$$

اور

$$\text{۴ کاوفق} = \frac{۴}{۴} = ۱$$

۸ کاوفق ''۲'' اور ۴ کا ''۱'' ہوگا۔

نسب اربعہ کابیان:

کسی بھی دوعددوں کے درمیان مندرجہ ذیل چارنسبتوں میں سے کوئی نسبت ضرورہوگی۔(۱) تماثل (۲) تداخل (۳) توافق (۴) تباین

(۱) تماثل: دو ایک جیسے اعداد کے درمیان نسبت تماثل ہوتی ہے جیسے (۳،۳)، (۴،۴) وغیرہ۔

تماثل میں ذواضعاف اقل اور عاد اعظم: تماثل میں ذواضعاف اقل اور عاد اعظم کسی بھی ایک عدد کے مساوی ہوگا۔ جیسے (۳،۳) کا ذواضعاف اقل ۳ اور عاد اعظم بھی ۳ ہوگا۔

تماثل میں ہر ایک عدد کا وفق ایک "۱" ہوگا۔

(۲) تداخل: اگر چھوٹا عدد بڑے کو مکمل تقسیم کر دے تو ان کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی، جیسے (۲،۴) اور (۳،۶) وغیرہ

تداخل میں ذواضعاف اقل اور عاد اعظم: تداخل میں ذواضعاف اقل بڑے عدد کے مساوی اور عاد اعظم چھوٹے عدد کے مساوی ہوگا۔ جیسے (۳،۶) میں ذواضعاف اقل ۶ اور عاد اعظم ۳ ہوگا۔

۶ کا وفق ۲ اور ۳ کا ایک ہوگا۔

(۳) توافق: چھوٹا عدد بڑے کو مکمل تقسیم نہ کر سکے لیکن کوئی تیسرا عدد ان دونوں عددوں میں سے ہر ایک کو پورا پورا تقسیم کر دے تو ایسے اعداد کے درمیان نسبت توافق کی ہوگی، جیسے (۸،۱۲) کہ ۸ بارہ کو مکمل تقسیم نہیں کرتا لیکن ۲ اور ۴ ایسے اعداد ہیں جو ان دونوں کو مکمل تقسیم کرتے ہیں۔

توافق میں ذواضعاف اقل: عام طور پر ذواضعاف اقل معلوم کرنے کا آسان اور معروف طریقہ بذریعہ تقسیم ہے۔

مندرجہ بالا مثال (۸،۱۲) کا ذواضعاف اقل:

۲	۸ ، ۱۲
۲	۴ ، ۶
	۲ ، ۳

$$۲ \times ۲ \times ۲ \times ۳ = ۲۴$$

توافق میں عاداعظم: توافق میں عاداعظم معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چھوٹے عدد سے بڑے عدد کو تقسیم کریں جو باقی بچے اس سے پھر چھوٹے عدد کو تقسیم کریں پھر جو باقی بچے اس سے پہلے باقی بچے ہوئے کو تقسیم کریں، اسی طرح عمل کرتے جائیں یہاں تک کہ کچھ باقی نہ بچے، آخر میں جس باقی سے تقسیم ختم ہو وہ عاداعظم ہوگا۔

مثال : (۸،۱۲) کا عاداعظم:

۱) ۱۲ (۸
۸
۲) ۸ (۴ ⇦ عاداعظم
۸
۰

مندرجہ بالا مثال میں عاداعظم ۴ ہے اور ۸ کا وفق ۲ ہے جبکہ ۱۲ کا ۳ ہے۔

(۴) تباین: چھوٹا عدد بڑے کو مکمل تقسیم نہ کرے اور نہ کوئی تیسرا عدد ایسا ہو جو ان دونوں اعداد کو مکمل تقسیم کر سکے، تو ایسے اعداد کے درمیان نسبت تباین کی ہوتی ہے۔ جیسے (۳،۷) وغیرہ۔

تباین میں ذو اضعاف اقل اور عاد اعظم: تباین میں ذو اضعاف اقل دونوں اعداد کے حاصل ضرب کے برابر اور عاد اعظم ان کا ہمیشہ ایک (۱) ہوتا ہے، لہذا (۳،۷) کا ذو اضعاف اقل ۲۱ اور ہر عدد کا عاد اعظم ایک ہوگا۔

تباین میں وفق: تباین میں ہر عدد کا عاد اعظم چونکہ ''۱'' ہوتا ہے اس لئے ان اعداد کا وفق نہیں نکلتا۔

فائدہ ۱: عدد کی تعریف ہے جس کے طرفین کا مجموعہ اس سے دوگنا ہو، جیسے ''۲'' کہ اس کے ایک طرف ''۱'' اور دوسری طرف ''۳'' واقع ہے اور ان دونوں کا مجموعہ ''۴'' ہے جو ''۲'' کا دوگنا ہے۔ اس لئے عدد دو ''۲'' سے شروع ہوتے ہیں، ایک ''۱'' عدد نہیں کیونکہ اس کا صرف ایک طرف ہے۔

فائدہ ۲: نسب اربعہ صرف اعداد میں ہیں، اس لئے ''۱'' کی نسبت ''۱'' سے یا کسی عدد کے ساتھ معلوم کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ''۱'' عدد نہیں، البتہ ان دونوں صورتوں میں وفق نہیں نکلتا (جیسا اوپر تباین میں گزرا) اس لئے یہ صورت تباین کے حکم میں ہوگی۔

تصحیح کا بیان

اگر ورثاء کے سہام ان پر مکمل تقسیم نہ ہوتے ہوں یعنی کسر آتی ہو تو اس کسر کے دور کرنے کے عمل کو تصحیح کہتے ہیں مثلاً وارث پانچ ہوں اور حصے چار ہوں ظاہر ہے چار حصے پانچ وارثوں پر مکمل تقسیم نہیں ہو سکتے اس لئے چار اور پانچ کے درمیان کسر واقع ہے۔

تصحیح کی دو قسمیں ہیں (۱) کسر ایک طائفہ میں (۲) کسر ایک سے زائد طائفہ میں۔

نوٹ: تصحیح کے عمل کے لئے سب سے پہلے ورثاء کی تعداد (عدد رؤس) اور ان کے حصوں (سہام) میں نسبت معلوم کریں گے تماثل اور تداخل (جبکہ سہام عدد رؤس سے زیادہ ہوں) میں تصحیح کی حاجت نہیں کیونکہ کسر نہیں آتی اور سہام رؤس پر پورے تقسیم ہو جاتے ہیں۔ تصحیح کی ضرورت تین نسبتوں میں ہوگی (۱) تداخل (جبکہ سہام عدد رؤس سے کم ہوں) (۲) توافق (۳) تباین۔

(۱) کسر ایک طائفہ میں: اگر کسر صرف ایک طائفہ میں ہو اور عدد رؤس اور سہام میں تداخل ہو (جبکہ سہام عدد رؤس سے کم ہوں) یا توافق کی نسبت ہو تو وفق رؤس کو اصل مسئلہ میں اور عول یا رد ہو تو اس میں ضرب دیں اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں اور اگر نسبت تباین ہو تو کل عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں اور عول یا رد ہو تو اس میں ضرب دیں اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں۔

تصحیح لکھنے کا طریقہ:

تصحیح لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ میت کے بائیں طرف مضروب کی علامت ''مصــ'' بنا کر اس کے اوپر مضروب لکھ دیں اور دائیں طرف مسئلہ یا عول (اگر مسئلے میں عول ہو) یا رد (اگر مسئلے میں رد ہو) کے برابر تصحیح کی علامت ''ا__'' لکھ کر حاصل ضرب لکھ دیں۔ مندرجہ ذیل مثالوں کو غور سے دیکھیں۔

تداخل کی مثال: بیٹیاں (۸) ، ماں ، باپ

مسئلہ ۶ | ۱۲ مصـ ۲

میـــــ

بیٹیاں (۸)	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
۴	۱	۱ + ۰
۸	۲	۲

وضاحت: مسئلے میں بیٹیوں کے طائفے میں کسر ہے کیونکہ بیٹیاں آٹھ ہیں اور ان کے حصے چار ہیں جبکہ (۸،۴) میں تداخل کی نسبت ہے اور رؤوس سہام سے زیادہ ہیں اس لئے مذکورہ قاعدے کے مطابق رؤوس ''۸'' کے وفق ''۲'' کو مسئلے ''۶'' میں ضرب دیا اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا، اب بیٹیوں کے طائفے میں کسر دور ہوگئی ہر بیٹی کو ایک ایک حصہ ملے گا۔

توافق کی مثال: بیٹیاں (۶) ، ماں ، باپ

مسئلہ ۶ | ۱۸ مصـــ ۳

میـــــــــــــ

بیٹیاں (۶)	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶+ عصبہ
۴	۱	۱ + ۰
۱۲	۳	۳

ہر بیٹی کو دو دو حصے ملیں گے۔

تباین کی مثال: بیٹیاں (۵) ، ماں ، باپ

مسئلہ ۶ | ۳۰ مصـــ ۵

میـــــــــــــ

بیٹیاں (۵)	ماں	باپ
۲/۳	۱/۶	۱/۶+ عصبہ
۴	۱	۱ + ۰
۲۰	۵	۵

ہر بیٹی کو چار چار حصے ملیں گے۔

(۲) کسر ایک سے زائد طائفہ میں: اگر کسر ایک سے زیادہ طائفہ میں ہو تو اولاً ہر طائفہ کے سہام اور روٗس کی نسبت معلوم کریں اور مذکورہ بالا طریقہ کے

مطابق ہر طائفہ کا مضروب معلوم کریں، تمام طائفوں کے مضروب حاصل ہو جانے کے بعد ان سب مضروبوں کا ذو اضعاف اقل نکالیں حاصل ذو اضعاف اقل اصل مسئلے کا مضروب ہوگا جسے مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق مسئلہ میں یا عول یا رد میں ضرب دیں اور تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں۔

مثال ا: بیوی (۲) ، دادی نانی ، اخیافی (٦) ، چچا (٦)

مسئلہ ۱۲ | ۲ | ۷۲ مص ٦

میـ

بیوی (۲)	دادی نانی	اخیافی (٦)	چچا (٦)
۱/۴	۱/٦	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۴	۳
۱۸	۱۲	۲۴	۱۸

وضاحت: مذکورہ بالا مسئلے میں تین طائفوں میں کسر واقع ہے پہلا طائفہ بیوی کا ہے جس کے رؤوس ۲ اور حصے ۳ ہیں جبکہ (۳،۲) میں تباین کی نسبت ہے اس لئے قاعدے کے مطابق عدد رؤوس ۲ محفوظ کرلیا۔ دوسرا طائفہ اخیافی کا ہے جس کے رؤوس ٦ اور حصے ۴ ہیں ان میں توافق کی نسبت ہے، قاعدہ کے مطابق رؤوس کا وفق ۳ محفوظ کرلیا تیسرا طائفہ چچا کا ہے جس کے رؤوس ٦ اور حصے ۳ ہیں ان میں تداخل کی نسبت ہے جبکہ رؤوس حصص سے زیادہ ہیں اس لئے قاعدہ کے مطابق

رؤوس کا وفق ۲ محفوظ کر لیا۔ اب سب محفوظ اعداد (۲، ۳، ۴) کا ذو اضعاف اقل ۱۲ آیا جو کہ مسئلے کا مضروب ہے اسے مسئلہ ۱۲ میں ضرب دیا ۱۴۴ آیا جو مسئلہ کی تصحیح ہے اسے علامت تصحیح "ا ــــ" کے اوپر لکھ دیا۔

اب ہر بیوی کو نو نو حصے، دادی کو چھ، نانی کو چھ، ہر اخیافی کو چار چار اور ہر چچا کو تین تین حصے دیئے جائیں گے۔

ایک اہم مثال:

مسئلہ ۱۲ | ۳۶ | مص ۳

میت

شوہر	بیٹا ③ بیٹی		ماں	باپ
۱/۴	عصبہ	عصبہ بالغیر	۱/۶	۱/۶
۳	۵		۲	۲
۹	۱۵		۶	۶

وضاحت:

مذکورہ مثال میں بیٹا اور بیٹی دونوں عصبہ ہیں اور دونوں کو ملا کر ۵ حصے ملے جن میں سے بیٹے کو بیٹی سے دوگنا ملے گا۔ اب ۵ کے تین صحیح حصے نہیں ہو سکتے ان میں کسر آجائے گی اور بیٹا چونکہ دو بیٹیوں کا حصہ حاصل کرتا ہے اس لئے اس کے دو

روؤس فرض کر لیتے ہیں اور بیٹی کا ایک اس طرح گویا تین روؤس ہو گئے جنہیں ہم نے گول دائرے کے اندر لکھا ہے، اور بیٹے اور بیٹی کا ایک طائفہ فرض کر کے ہم نے تصحیح کے مذکورہ اصول پر عمل کرتے ہوئے دیکھا کہ روؤس ۳ اور حصے ۵ میں تباین ہے لہذا کل عدد روؤس کو مضروب بنایا۔ اس طرح بیٹے اور بیٹی کے طائفے کے لئے ۱۵ حصے حاصل ہوئے جس کے تین حصے ہو سکتے ہیں لہذا دس بیٹے کو اور ایک بیٹی کو دے دیا جائے گا۔

فیصد نکالنے کا طریقہ:

موجودہ دور میں کسی بھی چیز کے اجزاء کو بطور فیصد کے ذکر کرنے کا عام رواج ہے، اس لئے اگر ورثاء کے حصے بطور فیصد کے معلوم ہو جائیں تو کل ترکہ سے ان کا حق بآسانی معلوم ہو سکتا ہے، بلکہ کلکیولیٹر calculator کے عام استعمال کی وجہ سے فیصد نکالنا زیادہ آسان ہے۔ فیصد نکالنے کا فارمولا یہ ہے:

$$\frac{\text{وارث کا حصہ مسئلہ / عول / رد سے}}{\text{مسئلہ / عول / رد}} \times ۱۰۰$$

مثال:

مسئلہ ۱۲

میـ

بیوی (۲)	دادی، نانی	اخیافی (۲)	چچا (۲)
۱/۴	۱/۶	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۴	۳

یہ ایک سابقہ مثال ہے جس میں ہم نے تصحیح نہیں کی، اب ہم ہر وارث کا حصہ فیصد میں معلوم کریں گے۔

$$100 \times \frac{\text{دو بیویوں کا حصہ مسئلہ سے}}{\text{مسئلہ}} = \text{دو بیویوں کا فیصد حصہ}$$

$$100 \times \frac{3}{12} = \text{دو بیویوں کا فیصد حصہ}$$

دو بیویوں کا فیصد حصہ = ۲۵٪ (25%)

ایک بیوی کا فیصد حصہ = ۱۲٫۵٪ (12.5%)

اس طرح ہمیں فیصد نکالنے میں تصحیح کے مذکورہ قواعد کے لحاظ کی ضرورت نہیں پڑی باقی ورثاء کے فیصد نکالنے کی آپ خود مشق فرمائیں۔

مشق نمبر ۴
تصحیح کے سوالات

(۱) بیٹیاں (۳) نانی چچا (۳)

(۲) بیویاں (۲) دادی چچا (۵)

(۳) بیوی نانی بیٹیاں (۶) چچا (۲)

(۴) بیویاں (۴) بیٹیاں (۶) ماں چچا (۴)

(۵) ماں عینی بہنیں (۶) اخیافی بہنیں (۳)

(۶) بیٹیاں (۲) دادی، نانی بھتیجے (۷)

(۷) شوہر بیٹی، بیٹا ماں باپ

(۸) بیوی بیٹی، بیٹا ماں باپ

(۹) ماں بھائی (۴) بھتیجا

(۱۰) شوہر علاتی بہنیں (۶) اخیافی بھائی (۴)

(۱۱) شوہر پوتیاں (۵) ماں دادا

(۱۲) شوہر بیٹیاں (۲) بھائی (۲) بہن (۲)

(۱۳) بیویاں (۲) دادی، نانی اخیافی بھائی (۲) اخیافی بہنیں (۲) چچا (۷)

(۱۴) بیویاں (۲) ماں عینی بہنیں (۶) اخیافی بہنیں (۳)

(۱۵) بیویاں (۴) بیٹیاں (۱۰) اخیافی بھائی (۳) چچا (۶)

(۱۶) بیویاں (۲) بیٹیاں (۶) بہنیں (۳) چچا (۴)

مناسخہ کا بیان

مناسخہ لغت میں ''نقل'' اور ''ازالہ'' کرنے کے معنی میں ہے۔ اصطلاح میں اگر کسی وارث کا حصہ اس کو ملنے سے پہلے میراث بن کر اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہو جائے اسے مناسخہ کہتے ہیں۔

مثلاً زید کے انتقال کے بعد میراث تقسیم ہونے سے پہلے زید کے وارثوں میں سے کوئی شخص (مثلاً عمرو) مرجائے یا اس کے بعد بھی میراث تقسیم ہونے سے قبل کوئی شخص میت اول (زید) کے وارثوں میں سے یا میت ثانی (عمرو) کے وارثوں میں سے مرجائے، پھر زید کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہو تو زید کے چھوڑے ہوئے ترکہ میں سے اب یکے بعد دیگرے مرنے والوں کا حصہ ان کے ورثاء کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

مناسخہ کا طریقہ: میت اول جس سے سلسلہ تقسیم چلایا جائے اسے ''مورث اعلیٰ'' کہتے ہیں۔ مناسخہ کا طریقہ ترتیب وار درج کیا جاتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالنے کے لئے لفظ میت کا لمبا خط کھینچ کر اس کے اوپر بائیں طرف ''مورث اعلیٰ'' کا لفظ لکھ کر ساتھ میں مورث اعلیٰ نام لکھیں اور نیچے مورث اعلیٰ کی وفات کے وقت اس کے جو وارث زندہ تھے ان کے ناموں کے ساتھ لکھیں صرف رشتہ لکھنا کافی نہیں کیونکہ اس سے اشتباہ ہو جاتا ہے۔

(۲) اس کے بعد چند سطریں چھوڑ کر نیچے لفظ میت کا خط کھینچ کر اس کے اوپر ''مورث ثانی'' لکھیں اور اس شخص کا نام لکھیں جو مورث اعلیٰ کے بعد اس کے وارثوں میں سب سے پہلے مرا ہے، اور نیچے مورث ثانی کی وفات کے وقت اس کے جو وارث زندہ تھے ان کے نام لکھیں۔

(۳) اسی طرح چند سطریں چھوڑ چھوڑ کر لفظ میت بناتے جائیں اور لفظ میت کے اوپر مورث ثالث پھر رابع لکھتے جائیں اور ان کے نیچے ان کی وفات کے وقت جو وارث زندہ تھے وہ لکھتے جائیں یہاں تک کہ تمام میتیں پوری ہو جائیں۔

(۴) مورث اعلیٰ کا مسئلہ نکالیں اگر عول، رد اور تصحیح کی ضرورت ہو تو کر لیں پھر مورث اعلیٰ کے وارثوں میں جو شخص سب سے پہلے انتقال کر گیا ہو اس کے نام اور حصوں کے نیچے قبر کا نشان ''لـــا'' بنا دیں۔

(۵) میت ثانی (مورث ثانی) کو جو حصے میت اول (مورث اعلیٰ) سے ملے ہیں ان کو ''مافی الید'' کہا جاتا ہے مافی الید کو میت ثانی کے خط کے اوپر انتہائی بائیں جانب اس کے نام کے ساتھ یہ علامت ''مفـــ'' بنا کر لکھ دیں۔ پھر مورث ثانی کا مسئلہ مورث اعلیٰ کی طرح نکالیں، اس کے بعد مورث ثانی کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کی نسبت اس کے مافی الید سے معلوم کریں اگر تماثل ہو تو کسی قسم کی کوئی ضرب دینے کی حاجت نہیں، اور اگر تباین ہو تو کل مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کو اور

توافق یا تداخل ہو تو مسئلہ / عول / رد کے وفق کو مسئلہ اول (یعنی مسئلہ / عول / رد یا تصحیح) میں اور مورث اعلیٰ کے وارثین میں ضرب دیں لیکن جن پر آپ نے قبر کا نشان بنا دیا ہے ضرب نہ دیں۔ حاصل مضروب جو آئے اسے مورث اعلیٰ کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کے اوپر ایک خط کھینچ کر لکھ دیں، اور میت ثانی کے وارثوں میں سے ہر ایک کے حصوں کو کل مافی الید میں (اگر مسئلہ اور مافی الید میں تباین ہو) اور وفق میں (اگر تداخل یا توافق ہو) ضرب دیں۔

جس مضروب کو اوپر مسئلہ اور ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا گیا ہے اسے مورث ثانی کے خط میت کے باہر دائیں طرف علامت مـــــ ↑ بنا کر لکھ دیں۔ اور جس مضروب کو نیچے میت ثانی کے وارثوں میں ضرب دیا ہے اسے بائیں جانب علامت مصـــ ↓ بنا کر لکھ دیں۔

(٦) میت ثالث (مورث ثالث) کا نام جس جس جگہ وارثوں میں ہو اس پر مع اس کے حصوں کے سابق کی طرح قبر کا نشان بنا دیں اور جس جس جگہ سے اس کو حصے ملے ہوں سب کو جمع کر کے میت ثالث کے خط پر "مافی الید" کی علامت بنا کر اس کے اوپر لکھ دیں، پھر میت ثالث کا مسئلہ نکال کر اس کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح کی نسبت مافی الید سے دیکھیں اور سابق کی طرح میت اول کے مسئلہ / عول / رد یا تصحیح (یا میت ثانی سے حاصل مضروب کو ضرب دے کر جو مخرج حاصل ہوا ہے) میں

ضرب دیں اور اسے بھی خط کھینچ کر اوپر لکھ دیں اور میت اول (اور میت ثانی) کے ورثاء جن پر قبر کا نشان نہیں ان کے حصوں میں ضرب دیں، اسی طرح مافی الید کے کل یا وفق کو میت ثالث کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیں، پھر میت رابع پھر خامس میں اسی طرح عمل کرتے جائیں یہاں تک کہ تمام میتیں پوری ہو جائیں۔

(۷) مسئلہ کامل ہو جانے کے بعد لفظ الاحیاء کا لمبا خط اس طرح "الاحیـــــــاء" کھینچ کر اس کے اوپر لفظ مبلغ "المـــبلغ" لکھ کر اس کے اوپر آخری مخرج کا عدد (جو میت اول کے مسئلہ میں ضرب دینے سے حاصل ہوا ہے) لکھ دیں اور لفظ الاحیاء کے نیچے سب میتوں کے موجودہ وارثین کے نام لکھ کر ہر ایک کے نیچے جو حصے اس کو جس جس جگہ سے ملے ہوں جمع کر کے لکھ دیں۔

مثال ۱: زید کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں سے اس کی بیوی کشف اور چچا سعید تھے ابھی زید کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ سعید کا بھی انتقال ہو گیا اس نے اپنے پیچھے ورثاء میں بیٹا رشید اور بیٹی حلیمہ چھوڑے۔ سعید کے انتقال کے بعد باقی ورثاء میں زید کے ترکہ تقسیم کرنے کا سوال پیدا ہوا۔ اب زید کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟

مسئلہ ۴ مورث اعلیٰ زید

میت

بیوی کشف	چچا سعید
۱/۴	عصبہ
۱	۳

مسئلہ ۳ مورث ثانی سعید مف ۳

میت

بیٹا رشید	بیٹی حلیمہ
عصبہ	عصبہ
۲	۱

المبلغ ۴

الاحیاء

کشف	رشید	حلیمہ
۱	۲	۱

وضاحت: مذکورہ مثال میں مورث ثانی سعید کے مافی الید (مف ۳) اور اس کے مسئلے "۳" میں تماثل کی نسبت ہے اس لئے کسی قسم کی ضرب نہیں ہوگی۔

مثال ۲: زید کا انتقال ہو گیا اس نے اپنے پیچھے ورثاء میں بیٹا بکر اور بیٹی زینب چھوڑے ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا کہ بکر کا بھی انتقال ہو گیا بکر کے ورثاء میں بیٹا خالد اور بیٹی حسینہ ہیں اب زید کا ترکہ کیسے تقسیم کیا جائے؟

آخری مخرج ⇐ ۹

مسئلہ ۳ — مورث اعلیٰ زید

میـــــــــــــــت

بیٹا بکر	بیٹی زینب
عصبہ	عصبہ
۲	۱
	۳

مسئلہ ۳ — مورث ثانی بکر مف ۲

مص ۳ ↑ میـــــــــــــــت مص ۲ ↓

بیٹا خالد	بیٹی حسینہ
عصبہ	عصبہ
۲	۱
۴	۲

المبلغ ۹

الاحیاء

زینب	خالد	حسینہ
۳	۴	۲

وضاحت: مذکورہ مثال میں مورث ثانی بکر کے مافی الید (مف ۲) اور اس کے مسئلہ ''۳'' میں تباین کی نسبت ہے لہذا مورث ثانی کے مسئلہ کے عدد ''۳'' کو مورث اعلیٰ زید کے مسئلہ ''۳'' میں ضرب دیا حاصل ''۹'' آیا جسے ہم نے زید کے مسئلہ کے اوپر خط کھینچ کر لکھ دیا ساتھ میں اس مضروب ''۳'' کو زینب کے حصے ''۱'' میں ضرب دیا حاصل ''۳'' آیا جبکہ بکر کے حصے میں ضرب نہیں دیا کیونکہ اس پر قبر کا نشان ہے، پھر مورث ثانی کے (مف ۲) کو میت ثانی بکر کے ورثاء خالد اور حسینہ کے حصوں میں ضرب دیا تو بالترتیب ''۴'' اور ''۲'' حاصل ہوئے۔ آخر میں لفظ الاحیاء کے کے نیچے زید کی میراث کے موجودہ وارثوں کے نام اور ان کا حصے لکھ دیئے اور اوپر المبلغ میں آخری مخرج یعنی کل حصے لکھ دیئے۔

مثال ۳: رضیہ کا انتقال ہوگیا اس کے ورثاء میں اس کا شوہر زید بیٹی یاسمین اور ماں ھادیہ تھیں رضیہ کی میراث تقسیم ہونے سے پہلے اس کے شوہر زید کا انتقال ہوگیا زید کے ورثاء میں اس کی دوسری بیوی وجیہہ باپ نعمان اور ماں حلیمہ تھیں ابھی تک رضیہ کی میراث تقسیم نہ ہوئی تھی کہ یاسمین کا بھی انتقال ہوگیا یاسمین کے ورثاء میں اس کی نانی ھادیہ بیٹا سعد بیٹا اسد اور بیٹی سعدیہ تھے میراث بدستور تقسیم نہ ہو پائی تھی کہ ھادیہ کا بھی انتقال ہوگیا اس کے ورثاء میں شوہر جمال بھائی سلیم اور بھائی کلیم تھے ھادیہ کی وفات پر رضیہ کے ترکے کی تقسیم کا مسئلہ اٹھا، ہر وارث کا حصہ معلوم کریں۔

آخری مخرج ⇦ ۱۲۸
دوسرا مخرج ⇦ ۳۲

مسئلہ ۱۲ رد ۱۶ مورث اعلیٰ رضیہ

میــ

شوہر زید	بیٹی یاسمین	ماں ھادیہ
۱/۴	۱/۲	۱/۶
۴	۹	۳
		۶

مسئلہ ۴ مورث ثانی زید مف ۴

میــ

بیوی وجیہہ	باپ نعمان	ماں حلیمہ
۱/۴	عصبہ	۱/۳ ماباقی
۱	۲	۱
۲	۴	۲
۸	۱۶	۸

مسئلہ ۶ مورث ثالث یاسمین مف ۹

مصـ۲ ↑ مــیــ مصـ۳ ↓

نانی ھادیہ	بیٹا سعد	بیٹا اسد	بیٹی سعدیہ
۱/۶	عصبہ	عصبہ	عصبہ
۱	۲	۲	۱
۳	۶	۶	۳
	۲۴	۲۴	۱۲

مسئلہ ۲ ا ۴ مصـ۲ مورث رابع ھادیہ مف ۹

مصـ۴ ↑ میــ مصـ۹ ↓

شوہر جمال	بھائی سلیم	بھائی کلیم
۱/۲	عصبہ	عصبہ
۱	۱	
۲	۱	۱
۱۸	۹	۹

المبلغ ۱۲۸

الاحیاء

وجیہہ	نعمان	حلیمہ	سعد	اسد	سعدیہ	جمال	سلیم	کلیم
۸	۱۶	۸	۲۴	۲۴	۱۲	۱۸	۹	۹

وضاحت: اس مثال میں تینوں نسبتیں آگئیں ہیں مورث ثانی کے مسئلہ۴ اور مف ۴ میں تماثل کی نسبت ہے اس لئے کسی قسم کی ضرورت نہیں۔ مورث ثالث کے مسئلہ ۶ اور مف ۹ میں توافق کی نسبت ہے ۶ کے وفق ۲ کو اوپر میت اول کے مسئلہ کے رد ۱۶ میں ضرب دیا اور ساتھ میں میت اول وثانی کے ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا جبکہ میت ثالث کے مف ۹ کے وفق ۳ کو نیچے میت ثالث کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا۔ مورث رابع کی تصحیح ۱ ۴ اور مف ۹ میں تباین کی نسبت ہے اس لئے ۴ کو میت اول کے مخرج ثانی ۳۲ میں ضرب دیا اور ساتھ میں میت ثانی اور ثالث کے ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیا جبکہ ۹ کو نیچے میت رابع کے ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا۔

مشق نمبر ۵

مناسخہ کے سوالات

(۱) عبدالرحیم کا انتقال ہوگیا اس کے ورثاء میں تین بیٹیاں حمامہ، حرملہ، حلیمہ، دو سگی بہنیں خنساء، خولہ اور ایک سگا بھائی خالد تھے ترکہ کی تقسیم سے پہلے ہی خنساء کا انتقال ہوگیا اس کے ورثاء میں صرف اس کی بہن خولہ اور بھائی خالد تھے۔ عبد الرحیم کے ترکہ کی تقسیم موجودہ وارثوں میں کس طرح ہوگی؟

(۲) ایمن کا انتقال ہوگیا اس نے اپنے پیچھے ماں سدرہ باپ ذاکر بیوی سلمیٰ اور پانچ بیٹیاں ماریہ، مریم، میمونہ، مرجانہ اور مطیعہ سوگوار چھوڑے، ابھی ترکہ تقسیم نہ

ہو پایا تھا کہ والد ذاکر کا انتقال ہوگیا انہوں نے ورثاء میں بیوی سدرہ حقیقی بہن صفیہ اور اخیافی بہن ھادیہ اور بھتیجا یوسف چھوڑے۔

(۳) زید ۱۹۴۰ء میں فوت ہوا تو اس نے ایک مکان چھوڑا۔ ابھی ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ عمر بھی ۱۹۶۰ء میں فوت ہوگیا۔ اب بھی زید کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا کہ فاضلہ بھی ۱۹۶۴ء میں اللہ کو پیاری ہوگئی۔ فاضلہ کی وفات پر زید کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا، ہر وارث کا حصہ معلوم کریں جبکہ سوال میں دیئے گئے رشتوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

زید کی دو بیویاں تھیں ایک ھاجرہ جس سے ایک لڑکا عمر اور لڑکی فاضلہ پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی سائرہ سے ایک لڑکی بانو پیدا ہوئی۔ زید کی وفات کے بعد ھاجرہ نے ۱۹۴۵ء میں عبداللہ سے شادی کرلی جس سے ۱۹۴۷ء میں ایک لڑکا افضل اور ۱۹۴۸ء میں ایک لڑکی حلیمہ پیدا ہوئی۔

(۴) ۱۹۷۲ء میں جمیل فوت ہوگیا۔ اس وقت عبدالشکور کو چھوڑ کر باقی سب وارث زندہ تھے۔ ابھی جمیل کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا جویریہ بھی ۱۹۸۰ء میں فوت ہوگئی۔ مندرجہ بالا رشتوں کی تفصیل یوں ہے:

عبدالشکور کی تین بیویاں تھیں۔ ایک بیوی رضیہ کے بطن سے جویریہ پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی زیتون کے بطن سے ایک لڑکا جمیل اور ایک لڑکی بانو پیدا ہوئی۔ تیسری بیوی ھادیہ کے بطن سے دو لڑکیاں ماریہ اور انیسہ پیدا ہوئیں۔ پھر

عبدالشکور نے ھادیہ کو طلاق دے دی جس نے قیصر سے شادی کر لی جس سے سکینہ پیدا ہوئی، عبدالشکور سے شادی کرنے سے پہلے رضیہ کے پہلے خاوند صالح سے ایک لڑکا عبدالمجید بھی تھا۔ جویریہ کی وفات پر جمیل کا ترکہ تقسیم کرنے کا مسئلہ پیدا ہو۔ ہر وارث کا حصہ معلوم کریں۔

(۵) ۱۹۸۰ء میں شہناز فوت ہوگئی اس وقت ساجد، سلیم اور کلیم مر چکے تھے۔ باقی تمام ورثاء زندہ تھے۔ ابھی شہناز کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ ماجدہ بھی ۱۹۹۰ء میں فوت ہوگئی۔ ماجدہ کی وفات پر شہناز کے ترکہ کی تقسیم کا سوال پیدا ہوا۔ ورثاء کے حصص معلوم کریں۔ رشتوں کی تفصیل اس طرح ہے:

عابدہ اور ماجدہ، ساجد کی بیویاں تھیں۔ ماجدہ کے بطن سے شہناز، سلیم اور کلیم پیدا ہوئے۔ عابدہ کے بطن سے ثمینہ وجمیلہ اور بصیر پیدا ہوئے۔ ساجد نے عابدہ کو طلاق دے دی۔ جس نے عبدالمجید سے شادی کر لی جس سے کوثر پیدا ہوئی۔ ادھر ماجدہ کو بھی طلاق ہوگئی جس نے امجد سے شادی کر لی اس سے اظہر پیدا ہوا۔

(۶) صغری ۱۹۵۰ء میں فوت ہوئی ترکہ تقسیم ہونے سے قبل زاہدہ بھی اللہ کو پیاری ہوگئی ابھی تک صغری کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ۱۹۷۰ء میں جنید بھی دنیاء فانی سے کوچ کر گیا۔ جنید کی وفات پر صغری کے ترکے کی تقسیم کا مسئلہ پیدا ہوا۔ ورثاء کے حصے معلوم کریں۔ رشتوں کی تفصیل کچھ یوں ہے:

جلال (متوفی ۱۹۴۰ء) کی دو بیویاں زاہدہ اور ماجدہ تھیں۔ زاہدہ کے بطن

سے ایک لڑکا جنید اور ایک لڑکی حامدہ پیدا ہوئی دوسری بیوی ماجدہ کے بطن سے ایک لڑکی ساجدہ اور ایک لڑکا رشید پیدا ہوئے۔ جلال نے ماجدہ کو طلاق دے دی جس نے نصیر سے شادی کرلی۔ زاہدہ کے پہلے خاوند عبدالحمید سے ایک لڑکی صغریٰ اور ایک لڑکا جمال بھی زندہ تھے۔ عبدالحمید کے انتقال کے بعد زاہدہ نے جلال سے شادی کرلی تھی۔

(۷) ۱۹۶۰ء میں کامل فوت ہوگیا ابھی ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ ۱۹۶۵ء میں حاتم بھی فوت ہوگیا ابھی تک کامل کا ترکہ تقسیم نہ ہوا تھا کہ سلیم بھی فوت ہوگیا۔ ورثاء کے حصص معلوم کریں۔ جبکہ رشتوں کی **تفصیل** یوں ہے:

زید کی پہلی بیوی شمیم سے بیٹا کامل اور بیٹی رضیہ پیدا ہوئے۔ دوسری بیوی سمیہ سے لڑکا حاتم اور لڑکیاں سائمہ و سارہ پیدا ہوئیں۔ حاتم نے نجمہ سے شادی کرلی۔ کامل کی دو بیویاں جمیلہ اور ثمینہ تھیں۔ زید کی وفات کے بعد سمیہ نے سلیم سے شادی کرلی جس سے عالمہ اور باصرہ دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ کامل کی وفات کے وقت دیئے گئے شجرہ نسب کے سب افراد زندہ تھے سوائے زید کے جو ۱۹۵۰ء میں فوت ہوگیا تھا۔ نیز سلیم کی نانی زبیدہ اور دادی یاسمین بھی اس وقت زندہ تھیں۔

(۸) جناب مفتی صاحب میرے والد صاحب کے دادا حاجی اسماعیل صاحب کی جائیداد کی تقسیم کا مسئلہ درپیش ہے خاندانی معلومات درج ذیل ہیں۔

حاجی اسماعیل کی پہلی شادی طاہرہ کی والدہ سے ہوئی۔ اس سے ان کو فقط

ایک بیٹی طاہرہ پیدا ہوئی۔ طاہرہ کی والدہ کے انتقال کے بعد حاجی اسماعیل نے دوسری شادی عائشہ سے کی جن سے ان کو چار بیٹے: حسن، عبدالرحمٰن، جان محمد، احمد اور دو بیٹیاں رابعہ اور رحیمہ ہوئیں۔

حاجی اسماعیل کے وارثوں میں سب سے پہلے احمد کا انتقال ہوا۔ احمد کی شادی نہیں ہوئی تھی اور اس کا انتقال اس کی والدہ عائشہ تینوں بھائیوں، دونوں بہنوں اور سوتیلی بہن طاہرہ کی زندگی میں ہوا۔

اس کے بعد جان محمد کا انتقال ان کی والدہ عائشہ کی زندگی میں ہوا۔ یہ صاحب اولاد تھے۔ مرحوم جان محمد کے انتقال کے وقت ان کی ایک بیوہ زینب دو بیٹے سلیم، کلیم اور تین بیٹیاں حامدہ، خالدہ اور زاہدہ حیات تھیں جبکہ ایک بیٹے عظیم اور ایک بیٹی بشیرہ کا انتقال جان محمد کی حیات میں ہی ہو گیا تھا۔

اس کے بعد رابعہ کا انتقال ہوا۔ ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن کا انتقال ان کی والدہ عائشہ کی زندگی میں ہوا۔ یہ صاحب اولاد تھے۔ ان کے انتقال کے وقت دوسری بیوی فاطمہ اور اس سے ایک بیٹا حمید اور تین بیٹیاں جمیلہ، حسینہ، رقیہ اور پہلی بیوی سے دو لڑکیاں خدیجہ اور عظیمہ حیات تھیں، جبکہ پہلی بیوی کا انتقال عبدالرحمٰن کی زندگی میں ہو گیا تھا۔

اس کے بعد عائشہ کا انتقال ان کے بڑے بیٹے حسن، بیٹی رحیمہ اور شوہر کی بیٹی طاہرہ کی زندگی میں ہوا۔

عائشہ کے انتقال کے بعد طاہرہ کا انتقال ان کے سوتیلے بھائی حسن اور سوتیلی بہن رحیمہ کی زندگی میں ہوا۔ طاہرہ کی شادی ہوئی تھی۔ ان کے شوہر کا انتقال ان کی زندگی میں ہوگیا تھا۔ وہ صاحب اولاد نہیں تھیں۔ حسن اور رحیمہ یہ دونوں صاحب اولاد تھے۔

پھر پہلے حسن کا انتقال ہوا اور حسن کے انتقال کے وقت ان کے دو بیٹے جلیل، خلیل اور دو بیٹیاں ثمینہ اور صائمہ حیات تھیں۔ حسن مرحوم کی زندگی میں ان کی دو بیویاں اور ایک بیٹا (جو جلیل اور خلیل کے علاوہ ہے) وفات پا گئے تھے۔

اس کے بعد رحیمہ کا انتقال ہوا ان کے شوہر ان کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے۔ رحیمہ کی اولاد میں تین بیٹے زید، عمرو، بکر اور پانچ بیٹیاں سارہ، آسیہ، جویریہ، حفصہ اور ماریہ ہیں۔

حسن نے پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی پہلی بیوی سے اس کو کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ دوسری بیوی کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا۔ جن سے ان کو تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں ایک بیٹے کا انتقال بچپن میں والدین کی زندگی میں ہوگیا تھا۔

حسن کے انتقال کے بعد رحیمہ کا انتقال ہوا۔ رحیمہ کے شوہر کا انتقال ان کی زندگی میں ہوا۔ رحیمہ کو تین بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہوئی۔

ضمیمہ اولی

مندرجہ ذیل سوالات حل کریں۔

(۱) بیوی ، باپ ، عینی بہن ، علاتی بھائی ، ماں

(۲) بیوی ، بیٹیاں (۲) ، پوتی ، پرپوتی ، پوتا ، عینی بہن

(۳) بیوی ، بیٹی ، پوتی ، دادی ، نانی

(۴) بیوی ، ماں ، باپ ، بھائی

جوابات مشق نمبر ۱

نوٹ: طلباء کی آسانی کے لئے جوابات میں ہم نے بعض مسئلوں کو مکمل حل کر دیا ہے اور بعض جگہ وضاحت بھی کر دی ہے۔

مسئلہ ۲۴

میت

(۱)	بیوی	بیٹی	ماں	باپ	نانی
	۱/۸	۱/۲	۱/۶	۱/۶+عصبہ	م
	۳	۱۲	۴	۴+۱=۵	
(۲)	شوہر	بیٹا	ماں	باپ	
	۳	۵	۲	۲	
(۳)	بیوی	پوتا	ماں	باپ	
	۳	۱۳	۴	۴	
(۴)	شوہر	پوتا	باپ	نانی	
	۳	۵	۲	۲	

مسئلہ ۲۴

میت

(۵)	بیوی	بیٹی	ماں	بہن
	۱/۸	۱/۲	۱/۶	عصبہ مع الغیر
	۳	۱۲	۴	۵

(۶) شوہر پوتی ماں بہن

۳ ۶ ۲ ۱

(۷) شوہر بیٹا بیٹی ماں باپ

۳ ۵ ۲ ۲

(۸) بیوی پوتا پوتی ماں باپ

۳ ۱۳ ۴ ۴

(۹) شوہر بیٹے (۲) بیٹی باپ نانی

۳ ۵ ۲ ۲

(۱۰) بیوی بیٹے (۲) بیٹی ماں باپ

۳ ۱۳ ۴ ۴

(۱۱) شوہر بیٹے (۲) بیٹیاں (۲) ماں بہن دادی نانی

۳ ۷ ۲ م م م

مسئلہ ۲۴

میـــ

(۱۲) بیوی بیٹے (۳) بیٹیاں (۲) ماں بہن نانی

۱/۸ عصبہ عصبہ بالغیر ۱/۶ م م

۳ ۱۷ ۴

(۱۳)	شوہر	بیٹی	پوتے (۲) پوتی	ماں
	۳	۶	۱	۲

(۱۴)	بیوی	بیٹی	پوتے (۲) پوتی	ماں
	۳	۱۲	۵	۴

مسئلہ ۱۲

میـــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱۵)	شوہر	بیٹی	ماں	علاتی بہن
	۱/۴	۱/۲	۱/۶	عصبہ مع الغیر
	۳	۶	۲	۱

مسئلہ ۲۴

میـــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱۶)	بیوی	پوتی	ماں	بہن
	۳	۱۲	۴	۵

مسئلہ ۱۲

میـــــــــــــــــــــــــــــــ

(۱۷)	شوہر	بیٹی	پوتی	بہن
	۱/۴	۱/۲	۱/۶	عصبہ مع الغیر
	۳	۶	۲	۱

(۱۸)	بیوی	بیٹی	پوتی	علاتی بہن
	۳	۱۲	۴	۵

(۱۹) شوہر بیٹیاں (۲) بھائی بہن

۳ ۸ ۱

نوٹ: بہن اگر بیٹی یا پوتی اور بھائی دونوں کے ساتھ جمع ہو جائے تو اسے بھائی کے ساتھ عصبہ بالغیر بناتے ہیں۔ بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ مع الغیر نہیں بناتے۔

(۲۰) بیوی بیٹیاں (۲) علاتی بھائی علاتی بہن

۳ ۱۶ ۵

مسئلہ ۶

میـــــــــــ

	شوہر	ماں	باپ
(۲۱)	۱/۲	۱/۳ مابقی	عصبہ
	۳	۱	۲

مسئلہ ۴

میـــــــــــ

	بیوی	ماں	باپ
(۲۲)	۱/۴	۱/۳ مابقی	عصبہ
	۱	۱	۲

مسئلہ ۶

میـــــــــــ

	شوہر	ماں	باپ	بھائی (۲)
(۲۳)	۱/۲	۱/۶	عصبہ	م
	۳	۱	۲	

مسئلہ ۱۲

میـــــــــــــــــ

(۲۴)	بیوی	ماں	باپ	علاتی بھائی (۲)
	۳	۲	۷	م

مسئلہ ۶

میـــــــــــــــــ

(۲۵)	شوہر	ماں	دادا
	۱/۲	۱/۳	عصبہ
	۳	۲	۱

مذکورہ بالا مسئلے میں دادا باپ کی مانند نہیں اس لئے ماں کو کل کا ثلث ملے گا۔

(۲۶)	بیوی	ماں	دادا
	۳	۴	۵

(۲۷)	شوہر	ماں	دادا	بھائی (۲)
	۳	۱	۲	م

(۲۸)	بیوی	ماں	دادا	بھائی (۲)
	۳	۲	۷	م

(۲۹)	ماں	باپ	بھائی
	۱	۲	م

(۳۰)	ماں	باپ	اخیافی بھائی (۲)
	۱	۵	م

(۳۱)	ماں	دادا	بھائی	بہن
	۱	۵	م	م

مسئلہ۳

میــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۳۲)	ماں	بھائی	بھتیجا
	۱/۳	عصبہ	م
	۱	۲	

بھائی کی موجودگی میں بھائی کا بیٹا (بھتیجا) محجوب ہوتا ہے۔

مسئلہ۳

میــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۳۳)	ماں	چچا	بھتیجا
	۱/۳	م	عصبہ
	۱		۲

بھائی کی اولاد چچا سے مقدم ہے اس لئے چچا بھتیجے کی موجودگی میں محجوب ہوگا۔

مسئلہ۳

میــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۳۴)	ماں	بھتیجے کا بیٹا	چچا
	۱/۳	عصبہ	م
	۱	۲	

مسئلہ ۳
میـــــــــــــ

(۳۵)	ماں	عینی چچا کا بیٹا	علاتی چچا
	۱/۳	م	عصبہ
	۱		۲

(۳۶)	بیوی	ماں	اخیافی بھائی	بھتیجا
	۳	۴	۲	۳

مسئلہ ٦
میـــــــــــــ

(۳۷)	شوہر	دادا	نانی	دادی
	۱/۲	عصبہ	۱/٦	
	۳	۲	۱	

نانی اور دادی کو ملا کر سدس (۱/٦) ملتا ہے ہر ایک کو الگ الگ سدس نہیں ملتا۔

(۳۸)	بیوی	بیٹی	دادا	دادی
	۱/۸	۱/۲	عصبہ+۱/٦	۱/٦
	۳	۱۲	۴+۱	۴
	۳	۱۲	۵	۴

(۳۹)	شوہر	بہن	علاتی بھائی
	۱/۲	۱/۲	عصبہ
	۱	۱	صفر

(۴۰) بیوی	بھائی	بہن
۱/۴	عصبہ	عصبہ بالغیر
۱	۳	

جوابات مشق نمبر۲

(عول)

مسئلہ۶ عـــ۷

	شوہر	عینی بہن (۲)
(۱)	شوہر	عینی بہن (۲)
	۱/۲	۲/۳
	۳	۴

مسئلہ۶ عـــ۹

	شوہر	عینی بہن	علاتی بہن	اخیافی بہن	اخیافی بھائی
(۲)	۳	۳	۱	۲	

مسئلہ۱۲ عـــ۱۷

	بیوی	عینی بہن (۲)	ماں	اخیافی بھائی	اخیافی بہن
(۳)	۱/۴	۲/۳	۱/۶	۱/۳	
	۳	۸	۲	۴	

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۳

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۴)	شوہر	پوتی	ماں	باپ
	۱/۴	۱/۲	۱/۶	۱/۶ + عصبہ
	۳	٦	۲	۲+۰

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۵

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۵)	شوہر	پوتیاں	ماں	دادا
	۳	۸	۲	۲ + ۰

مسئلہ ٦ عـ ۷

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(٦)	عینی بہن (۲)	اخیافی بھائی (۲)	ماں
	۴	۲	۱

مسئلہ ٦ عـ ۸

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۷)	شوہر	عینی بہن (۳)	علاتی بہن (۲)	اخیافی بہن
	۳	۴		۱

مسئلہ ٦ عـ ۷

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

(۸)	نانی	علاتی بہن (۳)	اخیافی بھائی (۲)
	۱	۴	۲

مسئلہ ۲۴ ع ۲۷

میـــــ

(۹)	بیوی	بیٹی	پوتی	ماں	باپ
	۳	۱۲	۴	۴	۴ + ۰

مسئلہ ۶ ع ۱۰

میـــــ

(۱۰)	شوہر	عینی بہن (۲)	اخیافی بہن (۲)	ماں
	۳	۴	۲	۱

مسئلہ ۶ ع ۸

میـــــ

(۱۱)	شوہر	عینی بہن (۳)	علاتی بہن (۲)	اخیافی بھائی
	۳	۴		۱

مسئلہ ۱۲ ع ۱۷

میـــــ

(۱۲)	بیوی	عینی بہن (۵)	اخیافی بھائی (۳)	دادی
	۳	۸	۴	۲

مسئلہ ۱۲ ع ۱۵

میـــــ

(۱۳)	شوہر	بیٹی	پوتی	ماں	باپ
	۳	۶	۲	۲	۲ + ۰

مسئلہ ۲۴ غ ۲۷

مي

(۱۴)	بیوی	بیٹیاں (۲)	ماں	باپ
	۳	۱۶	۴	۴ + ۰

مسئلہ ۶ ع ۱۰

مي

(۱۵)	شوہر	علاتی بہن (۲)	اخیافی بھائی (۲)	نانی
	۳	۴	۲	۱

جوابات مشق نمبر ۳

(رد)

نوٹ: سراجی میں تصحیح کا باب رد سے پہلے ہے اس لئے جن سوالات میں تصحیح کی ضرورت تھی ہم نے ان میں تصحیح کردی ہے اور جواب میں تصحیح سے پہلے اور تصحیح کے بعد دونوں جوابات دے دیئے ہیں۔

مسئلہ ۸ رد ۸

مي

(۱)	بیوی	بیٹی
	۱/۸	۱/۲
	۱	۴
	۱	۷

مسئلہ ۲۴ رد ۸ | ۱۶ مصـ ۲

میـ

(۲)	بیوی	بیٹیاں (۲)
	۱/۸	۲/۳
	۳	۱۶
تصحیح سے پہلے	۱	۷
تصحیح کے بعد	۲	۱۴

مسئلہ ۶ رد ۲

میـ

(۳)	شوہر	ماں
	۱	۱

مسئلہ ۶ رد ۲ | ۴ مصـ ۲

میـ

(۴)	شوہر	اخیافی بھائی (۲)
تصحیح سے پہلے	۱	۱
تصحیح کے بعد	۲	۲

(۵) پانچواں سوال باب الرد میں مثال میں حل کیا ہوا ہے۔

مخرج بعد الرد

مسئلہ ۲۴ رد ۳۲

(۶)	بیوی	بیٹی	ماں
	۱/۸	۱/۲	۱/۶
رد سے پہلے ⇦	۳	۱۲	۴
رد کے بعد ⇦	۴	۲۱	۷

مسئلہ مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیْہِ ↓

مسئلہ ۸ مابقی ۷

بیوی
۱/۸
۱

مسئلہ مَنْ یُرَدُّ عَلَیْھِم ↓

مسئلہ ۶ رد ۴

بیٹی	ماں
۱/۲	۱/۶
۳	۱

مخرج بعد الرد

مسئلہ ۲۴ رد ۴۰

(۷)	بیوی	بیٹی (۲)	ماں
	۱/۸	۲/۳	۱/۶
رد سے پہلے ⇦	۳	۱۶	۴
رد کے بعد ⇦	۵	۲۸	۷

مسئلہ مَنْ لَا یُرَدُّ عَلَیه

↓

مسئلہ۸ مابقی ۷
میت
بیوی
۱/۸
۱

مسئلہ مَنْ یُرَدُّ عَلَیهِم

↓

مسئلہ۶ رد۵	
میت	
بیٹی (۲)	ماں
۲/۳	۱/۶
۴	۱

(۸)	بیوی	بیٹی	پوتی	نانی
	۵	۲۱	۷	۷
(۹)	بیٹی	دادی		
	۳	۱		
(۱۰)	بیٹی	پوتی	دادی	
	۳	۱	۱	
(۱۱)	نانی	اخیافی بہن		
	۱	۱		
(۱۲)	ماں	اخیافی بھائی (۲)		
	۱	۲		

(۱۳)	بیٹیاں (۲)	ماں
	۴	۱

(۱۴)	عینی بہن	علاتی بہن
	۳	۱

(۱۵)	پوتی	نانی	دادی	اخیافی بہن
تصحیح سے پہلے	۳	۱		م
تصحیح کے بعد	۲	۱	۱	

(۱۶)	بیویاں (۳)	بیٹیاں (۴)	دادی	نانی
تصحیح سے پہلے	۵	۲۸	۷	
تصحیح کے بعد	۳۰	۱۶۸	۲۱	۲۱

جوابات مشق نمبر ۴

(تصحیح)

(۱)	بیٹیاں (۳)	نانی	چچا (۳)
	۱۲	۳	۳

(۲)	بیویاں (۲)	دادی	چچا (۵)
	۳۰	۲۰	۷۰

(۳)	بیوی	نانی	بیٹیاں (۶)	چچا (۲)	
	۱۸	۲۴	۹۶	۶	
(۴)	بیویاں (۴)	بیٹیاں (۶)	ماں	چچا (۴)	
	۳۶	۱۹۲	۴۸	۱۲	
(۵)	ماں	عینی بہنیں (۶)	اخیافی بہنیں (۳)		
	۳	۱۲	۶		
(۶)	بیٹیاں (۲)	دادی	نانی	بھتیجے (۷)	
	۵۶	۷	۷	۱۴	
(۷)	شوہر	بیٹی	بیٹا	ماں	باپ
	۹	۵	۱۰	۶	۶
(۸)	بیوی	بیٹی	بیٹا	ماں	باپ
	۹	۱۳	۲۶	۱۲	۱۲
(۹)	ماں	بھائی (۴)	بھتیجا		
	۴	۲۰	م		
(۱۰)	شوہر	علاتی بہنیں (۶)	اخیافی بھائی (۴)		
	۱۸	۲۴	۱۲		

(۱۱)	شوہر	پوتیاں (۵)	ماں	دادا
	۱۵	۴۰	۱۰	۱۰

(۱۲)	شوہر	بیٹیاں (۲)	بھائی (۲)	بہن (۲)
	۱۸	۴۸	۴	۲

(۱۳)	بیویاں (۲)	دادی	نانی	اخیافی بھائی (۲)	اخیافی بہن (۲)	چچا (۷)
	۴۲	۱۴	۱۴	۲۸	۲۸	۴۲

(۱۴)	بیویاں (۲)	ماں	عینی بہنیں (۶)	اخیافی بہنیں (۳)
	۱۸	۱۲	۴۸	۲۴

(۱۵)	بیویاں (۴)	بیٹیاں (۱۰)	اخیافی بھائی (۳)	چچا (۶)
	۱۸۰	۹۶۰	م	۳۰۰

(۱۵)	بیویاں (۲)	بیٹیاں (۶)	عینی بہنیں (۳)	چچا (۶)
	۱۸	۹۶	۳۰	م

وضاحت: عینی بہن یا علاتی بہن بیٹی یا پوتی کے ساتھ ملکر عصبہ بن جاتی ہے جبکہ چچا بھی عصبہ ہے لیکن بہن چونکہ چچا سے قوی ہے اس لئے باقی مال بہن کو مل جائے گا اور چچا محجوب ہوگا۔

جوابات مشق نمبر ۵

(مناسخہ)

(۱)

حمامہ	حرملہ	حلیمہ	خولہ	خالد
۸	۸	۸	۴	۸

(۲)

سدرہ	سلمٰی	ماریہ	میمونہ	مرجانہ
۷۵	۴۵	۴۸	۴۸	۴۸
مطیعہ	صفیہ	ھادیہ	یوسف	مریم
۴۸	۳۰	۱۰	۵	۴۸

(۳)

ھاجرہ	سائرہ	بانو	افضل	حلیمہ
۳۷	۱۲	۹۳	۲۵	۲۵

(۴)

زیتون	بانو	ماریہ	انیسہ	رضیہ	عبدالمجید
۵۴	۱۶۶	۲۲	۲۲	۳	۳

(۵)

ثمینہ	جمیلہ	بصیر	اظہر	امجد
۴	۴	۸	۷	۱

(۶)

جمال	حامدہ	رشید	ساجدہ
۳۴۷	۱۷۱	۲۸	۱۴

(۷)

جمیلہ	ثمینہ	شمیم	رخسانہ	صائمہ
۱۰۲	۱۰۲	۱۳۶	۴۰۸	۲۵
سارہ	نجمہ	سمیہ	عالمہ	باصرہ
۲۵	۶	۴	۴	۴

(۸)

زینب	سلیم	کلیم	حامدہ	خالدہ
۳۶۱۷۴۶	۵۸۵۶۸۴	۵۸۵۶۸۴	۲۹۲۸۴۲	۲۹۲۸۴۲
زاہدہ	بکر	سارہ	آسیہ	فاطمہ
۲۹۲۸۴۲	۵۹۵۷۰۴	۲۹۷۸۵۲	۲۹۷۸۵۲	۴۲۲۰۳۷
حمید	جمیلہ	حسینہ	رقیہ	خدیجہ
۶۸۳۲۹۸	۳۴۱۶۴۹	۳۴۱۶۴۹	۳۴۱۶۴۹	۳۴۱۶۴۹
جویریہ	حفصہ	ماریہ	عظیمہ	جلیل
۲۹۷۸۵۲	۲۹۷۸۵۲	۲۹۷۸۵۲	۳۴۱۶۴۹	۲۱۸۴۲۴۸
خلیل	ثمینہ	صائمہ	زید	عمرو
۲۱۸۴۲۴۸	۱۰۹۲۱۲۴	۱۰۹۲۱۲۴	۵۹۵۷۰۴	۵۹۵۷۰۴

جوابات ضمیمہ اولی

(۱) بیوی	باپ	عینی بہن	علاتی بھائی	ماں
۳	۷	۰	۰	۲

(۲) بیوی	بیٹیاں (۲)	پوتی	پرپوتی	پوتا	عینی بہن
۹	۴۸	۵	م	۱۰	م

(۳) بیوی	بیٹی	پوتی	دادی
۵	۲۱	۷	۷

(۴) بیوی	ماں	باپ	بھائی
۱	۱	۲	م

الحمد للہ ''آسان میراث'' کا پہلا حصہ ۲۸ رمضان ۱۴۲۸ھ بمطابق ۱۱ اکتوبر ۲۰۰۷ء ساڑھے دس بجے دن اختتام پذیر ہوا۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و جمیع متبعیہ الی یوم الدین۔

دینی مدارس کے طلبہ کیلئے نایاب تحفہ

(حصہ دوم)

جس میں ذوی الارحام، خنثیٰ، حمل، مفقود، تخارج، ہبہ
مقاسمہ جد کے مسائل کو آسان انداز میں حل کیا گیا ہے

مؤلفہ

استاذ مدرسہ بیت العلم کراچی

پسند فرمودہ

مولانا مفتی
رضاالحق
استاذ الحدیث و مفتی دار العلوم زکریا جنوبی افریقہ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب

شیخ الحدیث دارلعلوم زکریا جنوبی افریقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ و الصلوۃ علی رسول اللہ و علی آلہ و اصحابہ ، اما بعد

بندہ فقیر نے مولانا عثمان نوی والا کی کتاب (آسان میراث حصہ دوم) کا کچھ حصہ پڑھا مولانا کو اللہ تعالیٰ نے شروع سے علم میراث کے ساتھ خصوصی مناسبت عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے اپنے تجربات اور اس علم سے مناسبت کی روشنی میں یہ کتاب مرتب فرمائی۔ اور اس علم کی خوب تسہیل فرمائی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو مفید و نافع بنادے اور مؤلف اور ان کے والدین اور خاندان اور اساتذہ کے لئے صدقہ جاریہ بنادے۔

۱۰ شوال ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مولف

الحمد للّٰہ ، نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نستھدیہ ، و نعوذ باللّٰہ من شرور أنفسنا ، و سیئات أعمالنا ، من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ ، و أشھد أن لا إلہ إلا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ ، و أشھد أن محمدا عبدہ ورسولہ .

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْماً اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَاراً وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْراً ﴾.

اما بعد :

بندے نے تقریبا ایک سال پہلے ’’آسان میراث‘‘ کا پہلا حصہ مناسخہ تک لکھا تھا یہ اس کا دوسرا حصہ ہے جس میں ذوی الارحام، خنثی حمل، مفقود اور تخارج کے مسائل شامل ہیں آخر میں طلباء کے فائدے کی غرض سے مقاسمہ جد کے مسائل بھی شامل کردیئے ہیں۔

حصہ اول لکھتے وقت خیال تھا کہ حتی الامکان کتاب کو آسان کیا جائے اس لئے تعریفات میں بھی آسان انداز اختیار کیا گیا تھا لیکن دوسرا حصے میں ذوی الارحام کی بحث ہے اور سراجی میں ورثاء کے نام عربی میں ہیں اس لئے اگر آسان میراث میں وہ سارے نام اردو میں تبدیل کئے جاتے تو شاید یہ کتاب

سراجی پڑھنے والوں کے لئے اتنی مفید نہ ہوتی اور تن آسانی کے اس دور میں عوام الناس سے بھی امید نہ تھی کہ وہ اس قدر دشوار چیز سمجھنے کے لئے اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں گے اس لئے دینی مدارس کے طلباء کی آسانی کی خاطر اس میں عربی اصطلاحات ہی استعمال کی گئی ہیں گویا یہ حصہ دینے مدارس کے طلباء کے لئے مخصوص ہے۔

نیز دنیا کے ہر فن میں مخصوص اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں جس میں مختلف زبانوں کے ثقیل الفاظ ہوتے ہیں اور دنیا بھر میں اسے متعارف کرایا جاتا ہے۔اس لئے ہمیں بھی چاہیئے کہ دینی علوم کی عربی اصطلاحات استعمال کی جائیں اور انہیں فروغ دیا جائے۔

تخارج اور ھبہ کے مسائل خاص طور پر بندہ نے بعض مفتی حضرات کو دکھائے ہیں، لیکن اس کے باوجود ان مسائل میں بلکہ پوری کتاب میں جہاں کہیں کوئی غلطی یا کوتاہی ہوئی ہے بندان حضرات کا ممنون ہوگا جو اس سے آگاہ کریں۔

میں ان تمام حضرات کا ممنون ہوں جنہوں اس کتاب کی تیاری میں کسی قسم کی معاونت فرمائی خاص طور پر عمر فاروق اور محمد راحیل جاڈا (متعلم درجہ سابعہ) کا جنہوں نے اس کی مکمل پروف ریڈنگ کی۔

محمد عثمان

استاد مدرسہ بیت العلم (گلشن اقبال کراچی)

۲۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذوی الارحام

لغوی تعریف: ارحام جمع ہے رحم کی لغت میں : هُوَ مَكَانُ تَكْوِيْنِ الْجَنِيْنِ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ (ماں کے پیٹ میں بچہ بننے کی جگہ) پھر اس کا اطلاق مطلق قرابت پر ہونے لگا چاہے یہ اقارب باپ کی جہت کے ہوں یا ماں کی جہت کے ہوں اسی وجہ سے لغت اور شریعت کی اصطلاح میں اقارب کے اوپر کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: اصطلاحاً وہ تمام رشتے دار اقارب جن کے واسطے حصہ مقرر نہیں اور نہ وہ عصبات میں ہیں مختصراً یہ کہ نہ وہ اصحاب فروض میں ہیں اور نہ وہ عصبہ ہیں۔

حکم : ان کا حکم عصبہ کی طرح ہے اگر وہ تنہا ہو تو کل ترکے کا وارث ہوگا اور بالاجماع اگر کوئی ذوی الفروض یا عصبہ میں سے ہو تو ذوی الارحام محروم ہوتے ہیں، مگر اجماع ہے کہ شوہر اور بیوی کی وجہ سے ذوی الارحام محروم نہیں ہوتے بلکہ شوہر یا بیوی کو دینے کے بعد بقیہ ذوی الارحام میں اقرب کو ملے گا۔

فائدہ ا: ذوی الارحام کی بحث نہایت دشوار ہے عام لوگوں پر اس کا سمجھنا مشکل ہے اور ضرورت بھی کم پڑتی ہے اس لئے کہ میت کا کوئی نہ کوئی عصبہ ضرور موجود ہوتا ہے

پہلی، دوسری، دسویں، بیسویں پشت کا شریک اگر موجود نہ بھی ہو تو ایسا کون شخص ہے جس کے پچاس، ساٹھ، سو، دوسو سے اوپر کی پشت میں کوئی شریک نہ ہو، جتنے سید ہیں آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جا کر مل جاتے ہیں کیونکہ یہ سب آپ کی اولاد ہیں اسی طرح جتنے صدیق شیخ ہیں سب کا سلسلہ نسب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جا کر مل جاتا ہے علیٰ ھذا القیاس فاروقیوں کا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر، لیکن یہ معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کون شخص کس پشت میں شریک ہے اس لئے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عصبہ موجود نہیں اس لئے ذوی الارحام وارث ہوتے ہیں۔

قواعد

قاعدہ ا: عصبات کی طرح ذوی الارحام کی چار اصناف (درجات) ہیں جب تک صنف اول والے کو میراث ملتی ہے دوم، سوم اور چہارم کو نہیں ملتی۔ اسی طرح دوم کی موجودگی میں سوم اور چہارم والے محروم رہتے ہیں اور سوم درجے والوں کی موجودگی میں چہارم کو کوئی حصہ نہیں ملتا بلکہ جب تینوں درجوں کے ذوی الارحام میں سے کوئی نہ ہو تب چوتھے درجے والے کو ترکہ پہنچتا ہے وہ چار اصناف مندرجہ ذیل ہیں:

(ا) صنف اول خود میت کی وہ اولاد جو ذوی الفرض اور عصبہ نہیں جیسے نواسا (ابن البنت) اور نواسی (بنت البنت) وغیرہ۔

(۲) صنف ثانی میت کے اصول جو ذوی الفرض اور عصبہ نہیں یعنی جد فاسد اور جدہ

فاسدہ جیسے نانا (اب الام) یا دادی کا باپ (اب ام الاب) وغیرہ۔

نوٹ: جد فاسد اور جدفاسدہ کی تفصیل صنف ثانی کے بیان میں آئے گی۔

(۳) صنف ثالث میت کے ماں باپ کی اولاد یعنی میت کے بھائی بہن کی اولاد (کیونکہ ماں باپ کی اولاد تو بہن بھائی ہیں بہن ذی فرض ہے جبکہ بھائی عصبہ ہے) جو ذوی الفرض اور عصبہ نہیں جیسے بھانجا (ابن الاخت)، بھانجی (بنت الاخت) بھتیجی (بنت الاخ)، اخیافی بھائی بہن کی اولاد وغیرہ۔

(۴) صنف رابع دادا، دادی اور نانی کی اولاد (یعنی باپ کے اخیافی بھائی اور باپ کی بہن اور ماں کے بھائی بہن) جیسے پھوپھی (اخت الاب)، خالہ (اخت الام)، ماموں (اخ الام) اور اخیافی چچا (اخ الاب خیفی) وغیرہ۔

قاعدہ۲: عصبات میں یہ قاعدہ تھا کہ ایک درجے کے وارثوں میں سے جو سب سے قریب ہوتا تھا وہ مستحق میراث ہوتا تھا اور اس سے بعید محروم رہتے تھے، ذوی الارحام میں یہ قاعدہ بھی جاری ہے مگر مطلق نہیں قیودات کے ساتھ ہے اور آئندہ چاروں اصناف کے تفصیلی بیان میں ان قیودات کا ذکر ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

صنف اول

قاعدہ۱: قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا یعنی میت اور ذوی الارحام کے درمیان جس کے واسطے کم ہوں گے وہ مستحق میراث ہوگا۔

جیسے بنت البنت (بیٹی کی بیٹی یعنی نواسی) کی وجہ سے بنت بنت الابن (بیٹے

کی بیٹی کی بیٹی یعنی پوتی کی بیٹی) محروم ہوگی، کیونکہ پہلے میں میت اور وارث کے درمیان ایک واسطہ ہے جبکہ دوسرے میں دو واسطے ہیں۔

قاعدہ ۲: اگر میت اور ذوی الارحام کے درمیان واسطے برابر ہوں تو وارث کی اولاد غیر وارث کی اولاد پر مقدم ہوگی۔

فائدہ: وارث سے مراد ذوی الفرض یا عصبہ ہے۔ وارث کی اولاد (ولد الوارث) کا لفظ آئندہ بھی استعمال ہوگا۔

مثال: بنت بنت الابن (بیٹے کی بیٹی کی بیٹی) مقدم ہوگی بنت بنت البنت (بیٹی کی بیٹی کی بیٹی) اور ابن بنت البنت (بیٹی کی بیٹی کا بیٹا) پر۔

فائدہ: ذوی الارحام کے سوال لکھنے کا طریقہ یہ ہے مضاف نیچے اور مضاف الیہ اوپر لکھا جائے اس طرح آخری مضاف الیہ لفظ میت سے متصل ہوگا۔

میت

ابن	بنت	بنت
پوتی وارث ◄ بنت	بنت ◄ نواسی غیر وارث	◄ بنت
بنت	بنت	ابن
↑	↑	↑
ولد الوارث	ولد غیر الوارث	ولد غیر الوارث
کل میراث	محجوب	محجوب

وضاحت: کل میراث پوتی کی بیٹی کو ملے گی کیونکہ پوتی ذوی الفروض میں سے ہے اس لئے اس کی بیٹی ولدوارث ہوئی۔

صنف اول میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: یہ بات پہلے بتائی جاچکی ہے کہ سوالات حل کرتے وقت مضاف نیچے اور مضاف الیہ اس کے اوپر لکھا جائے گا گویا کہ وہ ذوی الارحام جس کا مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں وہ سب سے آخر میں لکھا جائے گا اور اس سے اوپر میت تک سارے اس کے اصول لکھے جائیں گے۔ اب جو اصول میت سے متصل ہیں سب سے پہلے اسے دیکھا جائے کہ ان میں ذکوریت یا انوثیت کا اختلاف ہے یا نہیں۔

(ا) اگر ذکوریت اور انوثیت کا اختلاف نہیں تو اس سے نیچے والے کو دیکھا جائے الغرض اگر تمام اصول ذکوریت یا انوثیت میں متفق ہوں تو میراث موجودہ ذوی الارحام پر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کی جائے۔

مثال (ا): ابن بنت البنت اور بنت بنت البنت

مسئلہ ۳

میـــت

بنت ◀▶ بنت

بنت ◀▶ بنت

ابن　　　بنت

۲　　　۱

وضاحت : مذکورہ مسئلہ میں میت سے متصل دونوں اصول بنت ہیں اسی طرح اس کے نیچے بھی دونوں بنت ہیں، لہذا آخر میں ابن کو "۲" اور بنت کو "۱" دے دیا۔

(ب) اگر کئی ذوی الارحام جمع ہو جائیں اور ان کے اصول میں ذکوریت و انوثیت کا اختلاف ہو تو میت کی طرف پہلے جن اصول میں اختلاف ہو "ابن" اور "بنت" کا الگ الگ طائفہ بنالیں پھر للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دیا جائے اور تصحیح کی ضرورت ہو تو کر دی جائے پھر اس کے بعد اسی طرح ابن کے طائفے میں پہلے جس جگہ اختلاف واقع ہو ابن اور بنت کے مزید طائفے بنالئے جائیں اور للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کر دیا جائے اسی طرح بنت کے طائفے میں عمل کیا جائے پھر تمام اصولوں میں اسی طرح کیا جائے یہاں تک کہ سب اصول ختم ہو جائیں۔

مثال (۲): مذکورہ چار ذوی الارحام میں میراث تقسیم کریں

(۱) ابن ابن بنت (۲) بنت ابن بنت (۳) ابن بنت بنت (۴) بنت بنت بنت

مسئلہ ۶ | ۱۸ | ۹ مصـ ۳ ÷۲

میـــــــــــــــــــــــــــــــت

بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	بنت	بنت
۴		۲	
۱۲		۶	
ابن	بنت	ابن	بنت
۸	۴	۴	۲
۴	۲	۲	۱

وضاحت:

(۱) سوال میں مذکور چاروں ذوی الارحام کے میت سے متصل پہلے اصول متفق ہیں یعنی سب بنت ہیں اس لئے ہم نے اس میں کسی قسم کی تقسیم نہیں کی۔

(۲) اصول دوم میں دو ابن اور دو بنت ہیں اس لئے ہم نے ان کے الگ الگ طائفے بنا لئے اور دونوں کے نیچے علامت کے طور پر لکیر کھینچ دی۔ دو ابن کے "۴" حصے ہوتے ہیں وہ ان کو دے دیئے اور انہیں لکیر کے نیچے لکھ دیا اور دو بنت کے "۲" حصے ان کو دے دیئے اور ان کو لکیر کے نیچے لکھ دیا۔

(۳) دو ابن کے ''۴'' حصے ان کی نچلی پشت میں ایک ابن اور ایک بنت کو مل رہے ہیں، ابن کے دو حصے اور بنت کا ایک حصہ ہوتا ہے اور چار کے تین پورے حصے ہو نہیں سکتے اس لئے تصحیح کے لئے عدد روس ''۳'' کو محفوظ کرلیا اسی طرح بنت کے طائفہ میں ''۲'' تین پر مکمل تقسیم نہیں ہوتے اس لئے عدد روس تین کو محفوظ کرلیا تصحیح کے قائدے کے اعتبار سے مضروب ''۳'' حاصل ہوا اور تصحیح ''۱۸'' سے ہوئی۔

(۴) جب تصحیح اور تمام ورثاء کے حصے کسی عدد سے تقسیم ہوتے ہوں تو تقسیم کردینا چاہئے مذکورہ مسئلہ میں بھی ''۲'' سے دونوں تقسیم ہوسکتے ہیں اس لئے تقسیم کردیا گیا اب مسئلہ ''۹'' سے ہوگا۔

(۵) اگر ابتداء میں دو ابن کے طائفے کو بجائے ''۴'' کے ''۲'' اور دو بنت کے طائفے کو بجائے ''۲'' کے ''۱'' دیا جائے اور مذکورہ اصول کے مطابق تصحیح کی جائے تو آخر میں تقسیم کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

صنف ثانی

صنف ثانی میں میت کے جد فاسد اور جدہ فاسدہ شامل ہیں۔

فائدہ: میت اور اُب کے درمیان اُم آجائے تو یہ اُب جد فاسد کہلائے گا جیسے:

أب أم الميت (میت کی ماں کا باپ)

↑

جد فاسد

میت اور ''اُم'' کے درمیان جد فاسد آجائے تو یہ ''اُم'' جدہ فاسدہ کہلائی گی۔

بالفاظ دیگر میت سے پہلے تیر کے نشان کی طرف ''اُم'' کے بعد ''اُب'' ہو تو یہ ''اُب'' جد فاسد ہوگا اور اس جد فاسد کے بعد (تیر کے نشان کی جانب) جتنے بھی ''اُب'' یا ''اُم'' ہوں گے سب فاسد ہوں گے جیسے:

⇨ ⇨ ⇨ ⇨ ⇨

(۱) اُم اُب اُب اُم المیت
↑ ↑ ↑
ف ف ف

(۲) اُب اُب اُم اُب المیت
↑ ↑
ف ف

جبکہ ''ف'' علامت فاسد کی ہے۔

قاعدہ ۱: قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا یعنی میت اور ذوی الارحام کے درمیان جس کے واسطے کم ہوں گے وہ مستحق میراث ہوگا۔

جیسے اُب الأم کی وجہ سے اُب اُم الأم محروم ہوگا، کیونکہ پہلے میں میت اور وارث کے درمیان ایک واسطہ ہے جبکہ دوسرے میں دو واسطے ہیں۔

قاعدہ ۲: اگر واسطے برابر ہوں تو مُدلِی بالوارث (جو میت سے وارث کے ذریعہ منسوب ہو) کی وجہ سے مُدلِی بغیر الوارث (جو میت سے وارث کے ذریعہ منسوب نہ ہو) محروم نہیں۔

جیسے اُب اُم الأم کی وجہ سے اُب اُب الأم محروم نہ ہوگا، حالانکہ پہلا نانی کا باپ ہے اور نانی وارث ہے اور دوسرا نانا کا باپ ہے اور نانا وارث (ذوی الفرض یا عصبہ) نہیں کیونکہ ان کے درمیان واسطے برابر ہیں۔

صنف ثانی میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: صنف ثانی میں بھی سوال لکھنے کا طریقہ صنف اول کی طرح ہی ہے یعنی مضاف الیہ اوپر اور مضاف نیچے لکھا جائے۔ صنف ثانی میں اول کے برعکس جس ذوی الارحام کا مسئلہ معلوم کرنا چاہتے ہیں اس کے اوپر میت تک سارے فروع ہوں گے، اسی وجہ سے پہلی صنف میں ولد الوارث اور دوسری میں مدلی بالوارث کہا گیا ہے۔

اگر میت اور ذوی الارحام کے درمیان واسطے (منازل و درجات) برابر ہوں تو اول فرع جس میں اُب اور اُم کا اختلاف واقع ہو تو اُب کے طائفے کو ثلثان اور اُم کے طائفے کو ثلث دیں گے۔ اور اگر نیچے مزید اختلاف واقع ہو تو قسم اول کی طرح عمل کریں گے۔

مثال (۱): مندرجہ ذیل ذوی الارحام کا حصہ معلوم کریں۔

(۱) اَب اَب اُم (۲) اُم اَب اُم (۳) اَب اُم اُم

مسئلہ ۳ | ۹ مصح ۳

میت

اُم اُم اُم

اَب اَب اُم

۲ ۰ ۱

۶ ۳

اَب اُم اَب

۴ ۲ ۳

وضاحت: میت سے متصل پہلی فرع میں سب اُم ہیں اس لئے کوئی تقسیم نہیں کی اس کے بعد دو اَب اور ایک اُم ہے اس لئے دو اَب کا الگ طائفہ بنایا اور اُم کا الگ۔ اَب کے طائفے کو ''۲'' اور اُم کے طائفے کو ''۱'' دیا ''۲'' کو لینے والے نیچے ایک اَب اور ایک اُم ہے جن کے رؤس ۳ بنتے ہیں (اس لئے کہ اَب کے دو حصے اور اُم کا ایک حصہ ہے) تصحیح کے قاعدے کی بنا پر ۳ مضروب حاصل ہوگا باقی عمل آسان ہے۔

مثال (۲): مندرجہ ذیل ورثاء کا حصہ معلوم کریں۔

(۱) زوجہ (۲) اَب اُم اَب (۳) اَب اَب اُم (۴) اُم اَب اُم

(۵) اَب اُم اُم

مسئلہ۴ | ۱۲ | ۳۶ مص ۳ مص ۳

میـ

زوجہ	أب	أم	أم	أم
۱		۳		
۱	۲		۱	
۳	۶		۳	

	أم	أب	أب	أم
	۶	۲		۱
۹	۱۸		۶	۳

	أب	أب	أم	أب
۹	۱۸	۴	۲	۳

وضاحت: یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ زوج اور زوجہ کی وجہ سے ذوی الارحام محروم نہ ہوں گے بلکہ ان کو ان کا حصہ دینے کے بعد بقیہ ذوی الارحام کو ملے گا مندجہ بالا مسئلہ رد کی قسم سوم کی طرح ہوگا کہ زوجہ کو اس کے مخرج سے حصہ دینے کے بعد جو بچے وہ ذوی الارحام کو دیا جائے گا مندرجہ بالا مسئلے میں تصحیح کا عمل دو مرتبہ ہوا ہے۔

صنف ثالث

قاعدہ۱: قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا۔

جیسے بنت الأخ کی وجہ سے بنت ابن الأخ محروم ہوگا۔

قاعدہ۲: وارث کی اولاد غیر وارث کی اولاد پر مقدم ہوگی۔

جیسے بنت ابن الأخ کی وجہ سے ابن بنت الأخ محروم ہوگا۔ کیونکہ پہلی بھتیجے کی بیٹی ہے اور بھتیجا عصبہ ہے جبکہ دوسرا بھتیجی کا بیٹا ہے اور بھتیجی نہ ذوی الفرض ہے اور نہ عصبہ۔

صنف ثالث میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: اس میں سوال لکھنے کا طریقہ صنف اول کی طرح ہی ہے اور صنف اول کی طرح ہی میت سے متصل اصول ہوں گے اور فروع کو نیچے لکھا جائے گا۔

(ا) اگر سب اصول خیفی ہوں تو میراث آخری فروع میں مذکر ومؤنث پر برابر تقسیم کردی جائے (یہاں ذکورت وانوثت کا لحاظ نہ کیا جائے گا)۔

مثال (۱): (۱) اُبن اُخ خیفی (۲) بنت اُخ خیفی (۳) اُبن اُخت خیفیۃ (۴) بنت اُخت خیفیۃ۔

مسئلہ ۴

میت

اُخ خیفی	اُخ خیفی	اُخت خیفیۃ	اُخت خیفیۃ
ابن	بنت	ابن	بنت
۱	۱	۱	۱

وضاحت: چاروں ذوی الارحام کے اصول اخیافی ہیں اور صنف ثالث میں جب اصول اخیافی ہوں تو فروع میں ذکوریت وانوثیت کا لحاظ نہ ہوگا اس لئے کل میراث

سب میں برابر تقسیم کردی۔

(ب) اگر سب اصول عینی ہوں یا سب علاتی ہوں تو صنف اول کی طرح عمل کیا جائے یعنی للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم کیا جائے۔

مثال (۲): (۱) ابن اخ عینی (۲) بنت اخ عینی

مسئلہ ۳

میـــــــ

اخ عینی	اخ عینی
بنت	بنت
ابن	بنت
۲	۱

وضاحت: مذکورہ سوال میں دونوں ذوی الارحام کے اصول عینی ہیں یعنی دونوں عینی بھائی کی اولاد ہیں اس لئے بیٹے کو دو اور بیٹی کو ایک حصہ دے دیا۔

(ج) اگر اصول مختلف ہوں تو پہلی اصل جہاں اختلاف ہو تقسیم کیا جائے یعنی عینی، علاتی اور اخیافی بھائی بہنوں میں سے ذوی الفروض کو ان کا مقرر حصہ دینے کے بعد باقی عصبات کو دیا جائے۔ عصبات میں بھائی بہنوں کے الگ الگ طائفے بنالئے جائیں بھائی کو بہن سے دوگنا ملے گا پھر صنف اول کی طرح عمل کرتے ہوئے تمام فروع پر میراث تقسیم کی جائے۔

مثال (۳): (۱) بنت اَخ عینی (۲) اِبن اُخت عینیہ (۳) اِبن اَخ خیفی (۴) بنت اُخت خیفیہ

مسئلہ ۳ | ۹ | ۱۸ مصـ ۶
میـــ

اَخ عینی	اُخت عینیہ	اَخ خیفی	اُخت خیفیہ
عصبہ		۱/۳	
۲		۱	
۱۲		۶	
۸	۴	۳	۳
بنت	اِبن	اِبن	بنت
۸	۴	۳	۳

وضاحت: اخیافی بھائی بہن کو ان کا تہائی دینے کے بعد بقیہ عینی بھائی بہن کو بطور عصبہ دیا پھر تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کی گئی ہے۔

(د) اگر عصبہ کوئی نہ ہو اور رد کی ضرورت پڑے تو رد کیا جائے پھر ان کی فروع میں میراث صنف اول کی طرح تقسیم کی جائے۔

مثال (۴): (۱) اُبن اُخت عینیہ (۲) بنت اُخت عینیہ (۳) اُبن

اُخت علیہ (۴) اُبن اُخت خیفیہ

مسئلہ ٦ رد ۵ ۱۵ مص ۳
میـ

اُخت عینیہ	اُخت عینیہ	اُخت علیہ	اُخت خیفیہ
	۲/۳	م	۱/٦
	۴		۱
	۱۲		۳
ابن	بنت	ابن	ابن
۸	۴	م	۳

وضاحت : اول اصول میں اُخت عینیہ دو ہیں جن کا ۲/۳ حصہ ہوتا ہے اور اُخت خیفیہ ایک ہے جس کا ۱/٦ حصہ ہوتا ہے مخرج ''٦'' حاصل ہوا اور رد ''۵'' سے ہوا، پھر تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کی گئی۔ عینی بہنیں جب دو ہوں تو علاتی محروم ہوتی ہے۔

صنف رابع

صنف رابع میں میت کے ماں اور باپ دونوں کی طرف کے ذوی الارحام ہوتے ہیں باپ کی طرف کے ذوی الارحام میں عینی پھوپھی، علاتی پھوپھی، اخیافی پھوپھی اوراخیافی چچاہیں جبکہ ماں کی طرف میں حقیقی ماموں، علاتی ماموں، اخیافی ماموں، حقیقی خالہ، علاتی خالہ، اوراخیافی خالہ۔اسی طرح پھر چچااور پھوپھی کی اولاداور ماموں اور خالہ کی اولاد۔

قاعدہ ۱: قریب کی وجہ سے بعید محروم ہوگا یعنی میت اور ذوی الارحام کے درمیان جس کے واسطے کم ہوں گے وہ مستحق میراث ہوگا۔

جیسے پھوپھی (اخت الأب) کی وجہ سے چچا کی بیٹی (بنت أخ الأب) محروم ہوگی۔

صنف رابع میں میت کے باپ اور ماں دونوں کی طرف کے ذوی الارحام شامل ہیں باپ کی جانب میں عینی، علاتی، اخیافی پھوپھیاں اوراخیافی چچاہیں، اور ماں کی جانب میں عینی، علاتی، اخیافی ماموں اوراسی طرح تینوں قسم کی خالائیں ہیں۔قاعدہ نمبر ا کا اطلاق دونوں طرف کے ذوی الارحام میں ہوگا۔یعنی ایک طرف کا قریب دونوں طرف کے بعید کومحروم کردے گا۔

قاعدہ ۲: اگراصول صرف جانب اُم ہوں یاصرف جانب اَب ہوں تو قوی کی وجہ سے ضعیف محروم ہوگا یعنی عینی کی وجہ سے علاتی واخیافی اور علاتی کی وجہ سے اخیافی محروم ہوگا۔

قاعدہ۳: اگر اصول صرف جانب اُم ہوں یا صرف جانب اُب ہوں تو ولد وارث کی وجہ سے ولد غیر وارث محروم ہوگا جیسے بنت اُخ الاب کی وجہ سے ابن اُخت الاب محروم ہوگا۔

قاعدہ۴: اگر اصول جانب اُم اور جانب اُب جمع ہو جائیں تو ایک طائفے (جانب اُب) کے قوی یا ولد وارث کی وجہ سے دوسرے طائفہ (جانب اُم) کا ضعیف یا ولد غیر وارث محروم نہ ہوگا۔ (لیکن ایک طائفے کے قریب کی وجہ سے دوسرے طائفے کا بعید محروم ہوگا قاعدہ ا کی بنا پر)۔ البتہ ہر ایک طائفے کے قوی یا ولد الوارث کی وجہ سے صرف اسی طائفے کا ضعیف یا ولد غیر وارث محروم ہوگا۔

نوٹ: قوی، ضعیف اور قریب و بعید کے فرق کو خوب ملحوظ خاطر رکھیں۔

قاعدہ۵: صنف چہارم میں اخیافی میں میراث للذکر مثل حظ الانثیین تقسیم ہوگی[1]۔

صنف رابع میں سوالات حل کرنے کا طریقہ: صنف رابع میں سوالات صنف اول کی طرح حل کریں گے۔ صنف رابع میں بھی میت سے متصل اصول ہوتے ہیں اور نیچے بالترتیب فروع۔

مثال ۱: (۱) اُخت اُب عینیہ (۲) اُخت اُب علیہ (۳) اُخت اُب خیفیہ (۴) بنت اُخ اُب۔

---

[1] اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے ''قانون وراثت'' مؤلفہ حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب میں بھی اسی طرح ہے۔ البتہ ''مفید الوارثین'' میں اخیافی میں علی السویۃ مذکور ہے۔ فانظر

میت

أب (ع)	أب (علی)	أب (خ)	أب
اُخت	اُخت	اُخت	اَخ
			بنت
کل میراث	م	م	م

وضاحت: اُخت اَب (ع) (باپ کی عینی بہن یعنی میت کی پھوپی) (ع) سے مراد عینی (خ) سے مراد اخیافی اور (علی) سے علاتی مراد ہے۔ عربی زبان میں مضاف کی صفت مضاف الیہ کے بعد ذکر کی جاتی ہے اس لئے ہم نے اس قاعدے کا لحاظ کرتے ہوئے اَب کے ساتھ (ع) اور (خ) وغیرہ لکھا ہے۔

مسئلہ بالا میں سارے اصول متحد (جانب اَب) ہیں چوتھا وارث بعید کا ہے کیونکہ اس کے اور میت کے درمیان دو واسطے ہیں جبکہ باقی میں صرف ایک واسطہ ہے اس لئے قاعدہ نمبر ۱ کی وجہ سے یہ محجوب ہوگا۔ شروع کے تین وارث اگرچہ درجات میں برابر ہیں لیکن اول سب سے قوی ہے یعنی عینی ہے اس لئے باقی دو بھی قاعدہ نمبر۲ کی وجہ سے محروم ہوں گے۔

مثال۲: (۱) اَخ اَب الخیفی (۲) اُخت اَب الخیفیہ (۳) بنت اَخ الاب (۴) اِبن اَخ الام العینی (۵) بنت اُخت الاُم العینیہ (۶) اِبن اَخ الام العلی۔

مسئلہ ۳

میــ

اَب (خ)	اَب (خ)	اَب	اُم (ع)	اُم (ع)	اُم (علی)

اَخ	اُخت	اَخ	اَخ	اُخت	اَخ
۲	۱				

بنت	اِبن	بنت	اِبن
م	م	م	م

وضاحت: مسئلہ بالا میں تین وارث جانب اَب سے اور تین جانب اُم سے جمع ہیں۔ جانب اَب کے پہلے دو وارث باقی تمام وارثوں سے قریب ہیں اس لئے قاعدہ نمبر ا کے مطابق پہلے دو کے علاوہ باقی تمام وارث محروم ہوں گے (مزید دیکھئے قاعدہ نمبر ۴)۔ پہلے دو وارثوں میں میراث قاعدہ نمبر ۵ کے مطابق تقسیم کردی گئی۔

مثال (۳):

مسئلہ ۳ | ۹ مص ۳

میــ

اَب (خ)	اَب (خ)	اُم (خ)	اُم (خ)
عصبہ		۱/۳	
۲		۱	
۶		۳	

اُخ	اُخت	اُخ	اُخت
۴	۲	۲	۱

وضاحت: اگر اصول جانب ام اور جانب اب جمع ہو جائیں تو پہلے جانب ام کو ثلث اور جانب اب کو بطور عصبہ ثلثان دے کر ہر دو کو جدا جدا طائفہ کر دیا جائے پھر مثل صنف اول عمل کیا جائے۔

مذکورہ مثال میں اَب اور اُم کے الگ الگ طائفے بنا دیئے اَب کے طائفے کو ''۲'' اور اُم کے طائفے کو ''۱'' دیا پھر دونوں طائفوں میں نیچے اُخ اور اُخت ہیں اُخ کے ''۲'' حصے ہوتے ہیں اور اُخت کا ایک، باقی مسئلہ حل کرنے کا طریقہ صنف اول کی طرح ہے۔

مثال (۴):

مسئلہ ۳ | ۹   مص ۳

میـــــــــــــــت

اَب	اَب(ص)	اَب(خ)	اُم(ع)	اُم(ص)	اُم(خ)	اُم(خ)
عصبہ			۱/۳			
۲			۱			
۶			۳			
اُخت	اُخت	اُخ	اُخت	اُخ	اُخت	اُخ
۲	م	م	۱	۲	م	م

وضاحت: اس مثال میں سات افراد ہیں، تین باپ کی طرف کے اور چار ماں کی طرف کے۔ سب ایک ہی درجے کے ہیں اس لئے کہ میت اور ان کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔ باپ کی طرف میں عینی پھوپھی، علاتی پھوپھی اور اخیافی چچا ہیں، جبکہ ماں کی طرف میں علاتی خالہ، علاتی ماموں اور اخیافی خالہ و ماموں ہیں۔ باپ کے طائفے والے عینی، ماں کی طرف کے علاتی کو محروم نہیں کرسکتے البتہ باپ کی اپنی جہت میں عینی پھوپھی کی وجہ سے علاتی پھوپھی اور اخیافی چچا محروم ہوجائیں گے اسی طرح ماں کی جہت میں علاتی خالہ، ماموں کی وجہ سے اخیافی خالہ و ماموں محروم ہوجائیں گے۔ باقی مسئلہ مثال ۳ کی مانند ہے۔

مثال (۵):

مسئلہ ۳

میت

أب(ع)	أب(علایہ)	أب(خ)	أم(ع)	أم(علی)	أم(خ)	أم(خ)
أخ	أخت	أخت	أخ	أخ ,	أخت	أخت
بنت	اِبن	بنت	اِبن	بنت	اِبن	بنت
۲	م	م	۱	م	م	م

وضاحت: اس مثال میں بھی ماں باپ دونوں طرف کے وارث ہیں۔ باپ کی طرف میں پہلے دو وارث عینی چچا کی بیٹی اور علاتی چچا کا بیٹا ہیں، دونوں ولد عصبہ

ہیں اس لئے قاعدہ نمبر۳ کی وجہ سے اخیافی پھوپھی کی بیٹی محروم ہوگی پھر قاعدہ نمبر۲ کی وجہ سے علاتی چچا کا بیٹا بھی محروم ہو جائے گا۔ ماں کی جہت میں پہلا وارث عینی ماموں کا بیٹا ہے قاعدہ نمبر۲ کی وجہ سے ماں کی جہت کے باقی سب وارث محروم ہوں گے۔ اب دو وارث بچے باپ کی جہت والے کو ''۲'' اور ماں کی جہت والے کو ''۱'' ملے گا۔

مثال (۶):

مسئلہ۳ | ۱۸ | ۵۴ مص مص ۶ مص ۳

میت

اَب(خ)	اَب(خ)	اَب(خ)	اَب(خ)	اُم(ع)	اُم(ع)	اُم(ع)	اُم(ع)
عصبہ				۱/۳			
۲				۱			
۱۲				۶			

اَخ	اَخ	اُخت	اُخت ❻	اَخ	اَخ	اُخت ❻	اُخت
۸		۴		۴		۲	
۲۴		۱۲		۱۲		۶	
ابن	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت
۱۶	۸	۸	۴	۸	۴	۴	۲

وضاحت: حسب سابق پہلے اَب اور اُم کے جدا جدا طائفے بنا دیئے۔ اَب

کے طائفے کو ''۲'' اور ماں کے طائفے کو ''۱'' دیا اُب کے طائفے میں حصہ لینے والے دو اُخ اور دو اُخت ہیں جن کے رؤس ''۶'' ہوئے جسے ہم نے گول دائرے میں ظاہر کیا ہے اسی طرح اُم کے طائفے میں ہے تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کی پھر اُخ اور اُخت کے الگ الگ طائفے بنا دیئے باقی ترتیب صنف اول کی طرح ہے۔

ذوی الارحام میں کون سے ورثاء داخل ہیں اور کون سے ورثاء کن صورتوں میں محجوب ہوتے ہیں ان کا تفصیلی بیان مندرجہ ذیل نقشہ میں موجود ہے۔ نقشہ آسانی کی خاطر دیا گیا ہے۔ اس کی موجودگی میں مذکورہ قواعد کا یاد رکھنا ضروری نہیں لیکن طلباء کو چاہئے کہ وہ نقشے پر اعتماد نہ کریں اور قواعد کو خوب ذہن نشین کرلیں۔ نقشہ دیکھنے کا طریقہ نقشے کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

نقشہ متعلق ذوی الارحام

جماعت نمبر	میت سے رشتہ	جن کو محروم کرتے ہیں
	الصنف الاوّل	
۱	ابن البنت بنت البنت	۲ تا آخر
۲	ابن بنت الابن بنت بنت الابن	۳ تا آخر
۳	ابن ابن البنت بنت ابن البنت ابن بنت البنت بنت بنت البنت	۴ تا آخر
۴	ابن بنت ابن الابن بنت بنت ابن الابن	۵ تا آخر
۵	ابن ابن بنت الابن بنت ابن بنت الابن ابن بنت بنت الابن بنت بنت بنت الابن ابن ابن ابن البنت بنت ابن ابن البنت ابن بنت ابن البنت بنت بنت ابن البنت	۶ تا آخر

	ابن ابن بنت البنت بنت ابن بنت البنت ابن بنت بنت البنت بنت بنت بنت البنت	
	الصنف الثانی	
٦	اب الام	۷ تا آخر
۷	اب ام الاب اب اب الام ام اب الام اب ام الام	۸ تا آخر
۸	اب ام اب الاب اب اب ام الاب ام اب ام الاب اب ام ام الاب اب اب اب الام ام اب اب الام اب ام اب الام ام ام اب الام اب اب ام الام ام اب ام الام اب ام ام الام	۹ تا آخر

	الصنف الثالث	
۱۰	بنت الاخ	۱۲، ۱۳، ۱۵ تا آخر
۱۱	ابن الاخت بنت الاخت	۱۵ تا آخر
۱۲	بنت الاخ العلی	۱۵ تا آخر
۱۳	ابن الاخت العلية بنت الاخت العلية	۱۵ تا آخر
۱۴	ابن الاخ الخیفی بنت الاخ الخیفی ابن الاخت الخیفیه بنت الاخت الخیفية	۱۵ تا آخر
۱۵	بنت ابن الاخ	۱۶ تا آخر
۱۶	بنت ابن الاخ العلی	۱۷ تا آخر
۱۷	ابن بنت الاخ بنت بنت الاخ	۱۹، ۲۰ اور ۲۲ تا آخر
۱۸	ابن ابن الاخت بنت ابن الاخت ابن بنت الاخت ت بنت الاخت	۲۲ تا آخر

۱۹	ابن بنت الاخ العلی بنت بنت الاخ العلی	۲۲ تا آخر
۲۰	ابن ابن الاخت العلیة بنت ابن الاخت العلیة ابن بنت الاخت العلیة بنت بنت الاخت العلیة	۲۲ تا آخر
۲۱	ابن ابن الاخ الخیفی بنت ابن الاخ الخیفی ابن بنت الاخ الخیفی بنت بنت الاخ الخیفی ابن ابن الاخت الخیفیه بنت ابن الاخت الخیفیه ابن بنت الاخت الخیفیه بنت بنت اخت الخیفیه	۲۲ تا آخر
	الصنف الرابع	
۲۲	اخت الاب	۲۳، ۲۴ اور ۲۸ تا آخر
۲۳	اخت الاب العلیة	۲۴ اور ۲۸ تا آخر
۲۴	اخ الاب الخیفی اخت الاب الخیفیه	۲۸ تا آخر

٢٥	اخ الام اخت الام	٢٦ تا آخر
٢٦	اخ الام العلی اخت الام العلیة	٢٧ تا آخر
٢٧	اخ الام الخیفی اخت الام الخیفیه	٢٨ تا آخر
٢٨	بنت اخ الاب	٢٩ تا ٣٢
٢٩	بنت اخ الاب العلی	٣٠ تا ٣٢
٣٠	ابن اخت الاب بنت اخت الاب	٣١ ، ٣٢
٣١	ابن اخت الاب العلیة بنت اخت الاب العلیة	٣٢
٣٢	ابن اخ الاب الخیفی بنت اخ الاب الخیفی ابن اخت الاب الخیفیة بنت اخت الاب الخیفیة	کسی کو محجوب نہیں کرتے
٣٣	ابن اخ الام بنت اخ الام ابن اخت الام بنت اخت الام	٣٤ ، ٣٥

۳۴	ابن اخ الام العلی بنت اخ الام العلی ابن اخت الام العلية بنت اخت الام العلية	۳۵
۳۵	ابن اخ الام الخیفی بنت اخ الام الخیفی ابن اخت الام الخیفية بنت اخت الام الخیفية	-

نقشہ دیکھنے کا طریقہ: پہلے سوال میں مذکور ورثاء کی اصناف معلوم کریں پھر ان کا جماعت نمبر معلوم کریں اس کے بعد یہ دیکھیں کہ کونسا وارث کس کو محروم کرتا ہے ان کے نام کے ساتھ ''م'' لگا دیں، اب جو وارث باقی بچیں ان میں میراث تقسیم کریں مسئلہ حل کرنے کا طریقہ ماقبل میں بتایا جا چکا ہے۔

نوٹ: ہم نے نقشے میں علاتی کے کیلئے ''العلی'' اور ''العلية'' اور اخیافی کے لئے ''الخیفی'' اور ''الخیفية'' لکھا ہے۔

مشق نمبر ۱

ذوی الارحام کے سوالات

(۱) ابن البنت ، بنت البنت ، ابن بنت الابن ، بنت بنت البنت ، اب الام ، اب ام الاب

(۲) ابن بنت الابن ، بنت بنت الابن ، ابن ابن البنت ، اب ام الام ، بنت الاخ العینی ، بنت الاخ الخیفی

(۳) ابن ابن البنت ، بنت ابن البنت ، ابن بنت البنت ، بنت بنت البنت ، ابن الاخت العینیة ۔

(۴) زوجة ، اب الام ، اب ام الاب ۔

(۵) زوج ، ابن البنت ، بنت البنت ۔

(۶) اب ام الاب ، اب اب الام ، ام اب الام ، اب ام الام ۔

(۷) بنت الاخ العینی ، ابن الاخت العینیة ، بنت الاخت العینیة ، بنت الاخ العلی ، ابن الاخ الخیفی ، بنت الاخ الخیفی ، ابن الاخت الخیفیة ، بنت الاخت الخیفیة ، بنت ابن الاخ العینی ۔

(۸) ابن الاخت العینیة ، بنت الاخت العینیة ، بنت الاخ العلی ، ابن الاخت العلیة ، بنت الاخت العلیة ، ابن الاخ الخیفی ، بنت الاخ الخیفی ، ابن الاخت الخیفیة ، بنت الاخت الخیفیة ۔

(۹) ابن الاخت العینیة ، بنت الاخ العلی ، ابن الاخت العلیة ، بنت

الاخت العلية،ابن الاخ الخيفى ، بنت الاخ الخيفى۔

(۱۰)ابـن الاخت العينية ، بنت الاخت العينية ، ابن الاخت العلية ، ابن الاخت الخيفية۔

(۱۱)ابـن الاخـت الـعيـنية ، ابـن الاخت العينية ، بنت الاخت العينية ، بنت الاخت العينية ، ابن الاخ الخيفى ، بنت الاخ الخيفى۔

(۱۲)بنت الاخ العلى ، بنت الاخ العلى ، ابن الاخت العلية ، ابن الاخت العلية ، ابن الاخ الخيفى ، ابن الاخ الخيفى ۔

(۱۳)بنت ابن الاخ العينى ، بنت ابن الاخ العلى ، ابن بنت الاخ العينى ، ابن بنت الاخت العينية ، ابن ابن الاخ الخيفى ، ابن بنت الاخ الخيفى۔

(۱۴)بـنـت ابـن الاخ الـعـلـى ، بـنـت بنت الاخ عينى ، ابن بنت الاخ العينى ، ابن ابن الاخت العينى ، ابن ابن الاخ الخيفى۔

(۱۵)ابن بنت الاخ العينى ، ابن ابن الاخت العينية ، بنت بنت الاخت العينية، بنت بنت الاخت الخيفى ، ابن بنت الاخ العلى ، ابن ابن الاخت العلى ۔

(۱۶)ابـن ابن الاخت العينية ، بنت ابن الاخت العينية ، ابن بنت الاخ العلى ، بنت بنت الاخ العلى ، بنت بنت الاخت العلية ، ابن بنت الاخ الخيفى۔

(۱۷)اخ الاب الخيفى ، اخت الاب الخيفية ، اخ الام الخيفى ، اخت الام الخيفية۔

(۱۸)اخت الاب العينى ، اخ الام الخيفى۔

خنثیٰ کا بیان

لغوی تعریف: لغت میں خنثیٰ الخنث سے ماخوذ ہے جس کے معنی لچک اور نرمی کے ہیں اور خنثیٰ اس مرد کو کہتے ہیں جس کے اعضاء میں لچک ہو۔

اصطلاحی تعریف: اگر کسی شخص میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں موجود ہوں یا کوئی بھی علامت نہ ہو نہ مرد کی نہ عورت کی تو اسے خنثیٰ کہتے ہیں۔

جہاں تک ہو سکے خنثیٰ کو مرد یا عورت قرار دیتے ہیں اور اسی کے مطابق میراث کے تمام احکام لگاتے ہیں، مثلاً دیکھتے ہیں کہ کس جانب کا غلبہ ہے، اگر صحبت کر سکتا ہے یا مرد کی پیشاب گاہ سے پیشاب کرتا ہے یا اس سے کسی عورت کو حمل ٹھہر جائے یا اس کی ڈاڑھی نکل آئے تو اس کو مرد سمجھا جائے گا اگر علامات عورت کی اس میں زیادہ ہوں مثلاً وہ خود حاملہ ہوگئی یا پستان ظاہر ہوگئے یا حیض آنے لگے یا عورت کی پیشاب گاہ سے پیشاب کرتی ہو عورت سمجھی جائے گی۔ اگر دونوں مقاموں سے پیشاب کرتا ہو تو جس مقام سے پہلے پیشاب نکلے اس کا اعتبار ہوگا۔ لیکن جب دونوں حالتیں برابر ہوں اور حالت ایسی مشتبہ ہو جائے کہ کسی وجہ سے کسی طرح بھی مرد یا عورت ہونے کو ترجیح نہ دے سکیں تو اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک میراث میں اس کا حکم اسوأ الحالین یعنی مرد یا عورت فرض کرنے سے جس تقدیر پر محروم رہے یا حصہ کم ملے اسی تقدیر کا اعتبار ہوگا۔

خنثی کے سوالات حل کرنے کا طریقہ: خنثی کو پہلے مرد فرض کر کے مسئلہ حل کیا جائے پھر عورت جس صورت میں محروم ہو رہا ہو یا حصہ کم مل رہا ہو اسی صورت کا اعتبار ہوگا۔

مثال ا: بیوی، بھتیجا اور دوسرا بھتیجا (خنثی)

مسئلہ ۴ | ۸ تص ۲ (مرد فرض کرنے کی صورت میں)

میــ

بیوی	بھتیجا	بھتیجا (خنثی)
۱/۴	عصبہ	عصبہ
۲	۳	۳

مسئلہ ۴ (عورت فرض کرنے کی صورت میں)

میــ

بیوی	بھتیجا	بھتیجا (خنثی)
۱/۴	عصبہ	م

مندرجہ بالا مثال میں دوسری صورت کا اعتبار ہوگا کیونکہ خنثی کو عورت فرض کرنے کی صورت میں یہ بھتیجی بنتی ہے اور بھتیجی ذوی الارحام میں آتی ہے لہذا بھتیجے کی موجودگی میں محروم ہوگی۔

خنثی کے سوالات مشکل نہیں اس لئے اس کی مشق نہیں دی جاتی آپ خود سوالات بنا کر حل کریں۔

حمل کا بیان

کسی شخص کی میراث پانے کے لئے وارث کا مورث کی موت کے وقت زندہ ہونا ضروری ہے اور جب تک حمل ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ زندہ پیدا ہوگا یا مردہ، لڑکی ہوگی یا لڑکا، ایک ہوگا یا جڑواں اس لئے پیدائش سے پہلے قطعی طور پر کوئی حکم لگانا ممکن نہیں اس لئے اگر میت کے مال میں حمل کے وارث بننے کا امکان ہو تو ترکہ کی تقسیم میں بہتر تو یہ ہے کہ حمل کی پیدائش کا انتظار کیا جائے تاکہ اس کا وارث یا غیر وارث اور مرد یا عورت ایک یا زیادہ ہونا ظاہر ہو جائے۔ حمل کے وارث بننے کے لئے چند شرائط ہیں۔

حمل کے وارث ہونے کی شرائط:

(۱) اگر حمل مورث (میت) کا ہے یعنی اس کی بیوی حاملہ ہے اور عدت وفات میں ہے اور ابھی تک اس نے عدت گزرنے کا اقرار نہ کیا ہو اور حمل مورث کی موت سے دو برس کے اندر اندر پیدا ہو تو حمل وارث ہوگا۔

(۲) اگر حمل مورث کا ہو اور مورث نے اپنی بیوی کو طلاق بائنہ دی ہو اور حمل طلاق کے دن سے دو برس کے اندر اندر پیدا ہو اور ابھی تک بیوی نے عدت طلاق گزرنے کا اقرار نہ کیا ہو تو حمل وارث ہوگا۔

(۳) اگر حمل مورث کا ہو اور مورث نے بیوی کو طلاق رجعی دی ہو تو حمل اگر

مورث کی موت سے دو برس کے اندر اندر پیدا ہو جائے تو وارث ہوگا چاہے طلاق کے دن سے مدت دو برس سے زیادہ ہو جائے بشرطیکہ بیوی نے عدت گزرنے کا اقرار نہ کیا ہو۔

(۴) اگر عورت نے عدت (وفات یا طلاق) گزرنے کا اقرار کر لیا ہو تو اقرار سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو وارث ہوگا بشرطیکہ حمل کی پیدائش مورث کی موت یا طلاق بائنہ کے دو سال کے اندر ہو۔

(۵) اگر حمل غیر مورث کا ہو مثلاً میت کی والدہ کا ہو اور وہ عدت میں نہیں تو حمل مورث کی موت سے چھ ماہ کے اندر پیدا ہو تو وارث ہوگا، البتہ اگر مورث کی موت کے وقت حمل کا ظہور عام طور پر معلوم ہو یا اس پر گواہ موجود ہوں تو یہ حمل وارث ہوگا، اگرچہ مورث کی موت سے چھ ماہ کے بعد پیدا ہو۔

مسئلہ نکالنے کا طریقہ:

اگر ورثاء انتظار نہ کریں اور حمل کی پیدائش سے پہلے ہی تقسیم کرنا چاہیں تو فقہاء نے اس کے لئے چند احکام مرتب کئے ہیں جن کو ہم ترتیب وار بیان کرتے ہیں۔

(۱) حمل کے لئے دو مسئلے الگ الگ نکالیں ایک میں حمل کو مرد اور دوسرے میں عورت فرض کریں۔

(۲) دونوں مسئلوں کے مختلف مخارج کو ایک کریں اسے متحد المخرج کرنا کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں کے مخارج کا ذو اضعاف اقل نکالیں یہی مخرج

اب دونوں مسئلوں کا ہوگا اب حاصل ذو اضعاف اقل کو پہلے ایک مسئلے کے مخرج سے تقسیم کریں جو حاصل ہو وہ اسی مسئلہ کا مضروب ہوگا (یعنی اس مضروب کو مسئلہ / عول / رد یا تصحیح میں ضرب دیں اور ساتھ میں تمام ورثاء کے حصوں میں بھی ضرب دیں)۔ یہی عمل اب دوسرے مسئلے کے ساتھ کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ اب دونوں مسئلوں کا مخرج ایک ہوگیا ہے۔ متحد مخرج کو علامت ''مخ'' کے ساتھ لکھ دیں۔ (مخارج جب دو سے زیادہ ہوں تب بھی مخرج متحد کرنے کا طریقہ یہی ہے جیسا کہ مقاسمہ جد میں ہے)

(۳) دونوں مسئلوں میں حمل کے علاوہ وارثوں کو جس صورت میں کم حصہ مل رہا ہے وہ ان کو دے دیں اور باقی محفوظ کرلیں (یعنی امانت رکھ دیں)

(۴) حمل پیدا ہونے کے بعد مرد یا عورت ہونے کی صورت میں حمل کا جو حصہ ہو وہ محفوظ حصوں میں سے دیا جائے، اگر کل محفوظ حصے صرف حمل کے ہوں تو مزید کسی کو دینے کی ضرورت نہیں ورنہ جن وارثوں کو حصہ ان کے حق سے کم ملا ہو وہ پورا کردیا جائے۔

(۵) چونکہ حمل سے ایک سے زیادہ بچے پیدا ہونے کا امکان ہے جس کی وجہ سے ہوسکتا ہے وارثوں کو حق سے زیادہ مل جائے اس لئے بہتر ہے کہ وارثوں سے ضامن لے لیا جائے۔

مثال : زید نے اپنے پیچھے بیوی (حاملہ)، ماں، باپ، بیٹی سوگ وار چھوڑے وارثوں کا حصہ معلوم کریں۔

حمل لڑکا فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۲۴ | ۲۷ تخ ۲۱۶ مص ۳ مص ۳

میـــ

بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل
۱/۸	۱/۶	۱/۶	ع	ع
۳	۴	۴	۱۳	
۹	۱۲	۱۲	۱۳	۲۶
۲۷	۳۶	۳۶	۳۹	۷۸

حمل لڑکی فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۲۴ ع ۲۷ تخ ۲۱۶ مص ۸

میـــ

بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل
۱/۸	۱/۶	۱/۶ + عصبہ	۲/۳	
۳	۴	۴	۱۶	
۳	۴	۴	۸	۸
۲۴	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴

کیفیت	ورثاء				
	بیوی	ماں	باپ	بیٹی	حمل
حمل (لڑکا)	۲۷	۳۶	۳۶	۳۹	۷۸
حمل (لڑکی)	۲۴	۳۲	۳۲	۶۴	۶۴
کم حصے (جو ادا کیے گئے)	۲۴	۳۲	۳۲	۳۹	
کل ادا کیے گئے حصے	۱۲۷				
کل محفوظ حصے	۲۱۶ - ۱۲۷ = ۸۹				
ورثاء کے حق میں محفوظ حصے	۳	۴	۴	۲۵	
لڑکا پیدا ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی	۳	۴	۴	-	۷۸
لڑکی پیدا ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی	-	-	-	۲۵	۶۴

وضاحت: (۱) پہلے حمل کے دو مسئلے الگ الگ نکالے ایک میں حمل کو مرد دوسرے میں عورت فرض کیا۔

(۲) دونوں مسئلوں کے دو مخرج حاصل ہوئے "۷۲" اور "۲۷" دونوں کا ذو اضعاف اقل نکالا "۲۱۶" حاصل ہوا، یہی دونوں مسئلوں کا متحد مخرج ہے، پھر

''۲۱۶'' کو پہلے مخرج ''۷۲'' سے تقسیم کیا ''۳'' آیا یہ پہلے مسئلے کا مضروب ہے پھر ''۲۱۶'' دوسرے مخرج ''۲۷'' سے تقسیم کیا ''۸'' آیا یہ دوسرے مسئلے کا مضروب ہے۔ ہر مسئلے کے مضروب کو اس کے تمام ورثاء کے حصوں میں ضرب دیا، ضرب کے بعد ہر مسئلے کے ورثاء کے حصص کا مجموعہ ''۲۱۶'' ہو گیا۔

نوٹ ۱: حمل کے کسی مسئلے میں یا دونوں میں تصحیح کی ضرورت ہو تو اختیار ہے کہ متحد مخرج تصحیح سے پہلے بنائیں یا بعد میں۔ مثال مذکور میں پہلے مسئلے میں متحد مخرج تصحیح کے بعد بنایا گیا ہے اگر تصحیح سے پہلے بنائیں گے تو مضروب ''۹'' آئے گا جیسے سراجی میں ہے۔ فافہم

نوٹ ۲: حمل کو مرد و عورت فرض کرنے کی صورت میں اس کے پانچ حالات حاصل ہوتے ہیں۔

(۱) دونوں صورتوں میں وارث ہو جیسا کہ مثال مذکور سے ظاہر ہے۔

(۲) صرف ایک صورت میں وارث ہو۔

(۳) دونوں صورتوں میں وارث نہ ہو۔

(۴) دونوں صورتوں میں وارث تو ہو لیکن ہر صورت میں حصہ ایک ہی ہو۔

(۵) کوئی اور وارث ہی نہ ہو یا موجود تو ہو لیکن حمل کی وجہ سے محجوب ہوتا ہو۔

سوالات

(۱) بیوی ، پوتی ، حمل (بیٹے کی بیوی کا) ، چچا

(۲) شوہر ، ماں ، حمل (ماں کا) ، دو اخیافی بہنیں

(۳) بیوی ، دو عینی بہنیں ، حمل (بھائی کی بیوی کا)

(۴) شوہر ، نانی ، حمل (چچا کی بیوی کا) ، اخیافی بہن

مفقود کا بیان

لغوی تعریف: لغت میں مفقود گم اور ضائع ہونے کے معنی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿قَالُوا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ﴾

اصطلاحی تعریف: جو شخص لا پتہ اور گم ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا اس کو مفقود کہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص غائب ہو لیکن اس کے زندہ یا مردہ ہونے کے بارے میں معلوم ہو جائے تو مفقود نہیں۔

مفقود لگنے کا حکم: غائب شخص کے زندہ یا مردہ ہونے کا حال معلوم نہ ہو سکے تو کس وقت اسے مفقود شمار کیا جائے گا؟ شرعاً اس کی میعاد مقرر نہیں، بلکہ اس کا مدار غائب شخص کی واپسی کی امید کے منقطع ہونے پر ہے کہ اب نہیں آئے گا، اور امید کے منقطع ہونے میں ہر شخص کا حال مختلف ہے مثلاً تین یا چار سال کا بچہ اگر گم ہو جائے اور چار پانچ دن تک پتہ نہ ملے تو امید منقطع ہو جائی گی اور اسی وقت سے مفقود ہوگا۔

مفقود کے مال کا حکم: مفقود کچھ مال چھوڑ جائے اس کو تقسیم نہ کیا جائے اور نہ اس میں سے قرض ادا کیے جائیں بلکہ امانت رکھا جائے اور مفقود کے آنے کا انتظار کیا جائے، اگر آ جائے تو اپنے مال پر قابض ہو جائے گا ورنہ جب مفقود کی عمر

اس کی پیدائش سے نوے (۹۰) برس کی ہو جائے تو شرعاً اس کے مرنے کا حکم دیا جائے گا۔

جو وارث موت کا حکم لگانے کے وقت زندہ موجود ہیں وہ میراث پائیں گے اور جو اس سے پہلے مر گئے وہ محروم ہوں گے۔

غیر کے مال میں مفقود کا حکم: اگر مفقود ہونے کے بعد ایسے شخص کا انتقال ہو جس کے مال سے اس مفقود کو اگر زندہ ہوتا تو حصہ ملتا تو اب چونکہ مفقود کے زندہ ہونے کا احتمال ہے اس لئے اس کا حصہ نکال کر امانت رکھا جائے اور اس کی واپسی کا انتظار کیا جائے، اگر آ جائے تو بہتر ہے اپنا حصہ پائے گا اور اگر واپس نہ آیا تو جس روز اس کی عمر پیدائش سے نوے سال ہو جائے اور حسب سابق اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اسی روز وہ حصہ جو مفقود کے لئے امانت رکھا تھا واپس کر دیا جائے۔ اور جس میت کے مال سے یہ حصہ نکال کر امانت رکھا گیا تھا اسی کے وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

نوٹ: تقسیم میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ حصہ مفقود کی موت کے حکم لگنے کے وقت میت (مورث) کے موجودہ وارثوں کو نہیں دیا جائے گا بلکہ مورث کے انتقال کے وقت جو زندہ تھے ان کو لوٹایا جائے گا (اور اگر ان میں بھی کوئی انتقال کر چکا ہو تو اس کے مستحق وارثوں کو دے دیا جائے گا) اور مفقود کے خود اپنے

وارثوں کا بھی اس حصہ میں کوئی حق نہیں، اس لئے کہ غیر کے مال میں جب سے مفقود ہوا اس وقت سے مردہ متصور ہوگا مگر چونکہ غیر کے مال میں بھی مردہ ہونے کا حکم نوے برس کی عمر کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس میت کے مال سے مفقود کا حصہ امانت رکھا جائے گا۔ یعنی نوے برس کی عمر کے بعد تو مردہ ہونے کا صرف حکم لگے گا اور مردہ مفقود ہونے کے وقت سے شمار کریں گے۔ فافہم۔

مسئلہ نکالنے کا طریقہ: مفقود کا مسئلہ بھی حمل کی طرح نکالا جائے گا۔ یعنی مفقود کو زندہ اور مردہ فرض کر کے دو مسئلے نکالیں جائیں، پھر دونوں مسئلوں کا مخرج متحد کر کے مفقود کے علاوہ باقی وارثوں کو کم تر حصہ دے دیں اور باقی مفقود کے لئے امانت رکھ دیں۔ اگر مفقود واپس آ گیا تو کل امانت کا مستحق ہوگا اور واپس نہ آیا تو جن ورثاء کو کم حصہ دیا گیا تھا اسے مکمل کر دیا جائے۔

نوٹ: باقی وارثوں کو کم تر حصہ اس وقت دیں گے جب کہ مفقود کی موجودگی میں وہ وارث محجوب نہ ہوتے ہوں جیسے مندرجہ ذیل مثال میں ہے۔ اور اگر مفقود کی موجودگی میں وہ محجوب ہوتے ہوں تو پھر ان کو فی الحال کچھ بھی نہ دیا جائے گا۔ جیسے عینی بھائی، عینی بہن اور بیٹا (مفقود) ہو اس صورت میں چونکہ بیٹا بھائی بہن کو مکمل محجوب کرتا ہے اس لئے کل ترکہ امانت رکھ دیا جائے گا۔

مثال: شوہر، علاتی بہن (۲) علاتی بھائی (مفقود)

مفقود کو زندہ فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۲ | ۸ مخ ۵۶ مص ۴ مص ۷

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

شوہر	علاتی بہن (۲)	علاتی بھائی (مفقود)
۱/۲	عصبہ بالغیر	عصبہ
۱		۱
۴	۲	۲
۲۸	۱۴	۱۴

مفقود کو مردہ فرض کرنے کی صورت میں

مسئلہ ۶ عـ۷ مخ ۵۶ مص ۸

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

شوہر	علاتی بہن (۲)	علاتی بھائی (مفقود)
۱/۲	۲/۳	م
۳	۴	
۲۴	۳۲	

کیفیت	ورثاء		
	شوہر	علاتی بہن (۲)	علاتی بھائی (مفقود)
مفقود (زندہ)	۲۸	۱۴	۱۴
مفقود (مردہ)	۲۴	۳۲	-
کم حصے (جو ادا کیے گئے)	۲۴	۱۴	
کل ادا کیے گئے حصے	۳۸		
کل محفوظ حصے	۵۶ - ۳۸ = ۱۸		
ورثاء کے حق میں محفوظ حصے	۴	۱۸	
مفقود کے زندہ ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی	۴	-	۱۴
مفقود کے مردہ ہونے کی صورت میں محفوظ حصوں کی ادائیگی	-	۱۸	

سوالات

(۱) بیوی ، ماں ، عینی بھائی ، پوتا (مفقود)۔

(۲) بیوی ، اخیافی بھائی ، بھتیجا (چچا کا بیٹا) ، پوتی (مفقودہ)۔

تخارج

لغوی تعریف: لغت میں تخارج آپس میں تقسیم کرنے کو کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: اگر کوئی وارث ترکہ میں سے کسی معین چیز پر صلح کرے مثلاً کہے کہ فلاں چیز یا اتنے روپے ترکہ سے مجھے دے دیں، یا مرنے والی عورت کا شوہر کہے کہ بیوی کا مہر جو میرے ذمہ ہے مجھ سے نہ لیں باقی ترکہ میں مجھے کوئی حق نہیں اسے تخارج کہتے ہیں۔

یہ صلح جائز ہے اور مطلق صلح کو بیع، اجارہ اور ابراء وغیرہ عقود میں جس عقد پر ممکن ہو حمل کرکے اس کے صحیح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، اگر کسی عقد پر بھی محمول نہ ہو سکے تو صلح جائز نہ ہوگی۔

ضروری اصطلاحات:

"مُصَالِح" وہ وارث ہے جو باقی ترکہ چھوڑ کر کسی معین چیز پر صلح کرے۔

"مُصَالَح عنہ" جو ترکہ (مال) مُصَالِح چھوڑتا ہے۔

"بدل صلح" وہ معین چیز جس پر مُصَالِح صلح کرے۔

تخارج چونکہ بیع پر محمول ہو سکتا ہے اس لئے اس کی چند صورتیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) اگر بدل صلح عرض (ساز و سامان) ہے یعنی نہ تو سونا چاندی ہے اور نہ مکیلی و موزونی چیز مثلاً مکان، زمین، کپڑے، برتن اور گاڑی وغیرہ، تو بہر صورت

صلح جائز ہے چاہے مصالح کے حصہ میراث میں سونا چاندی یا اور کچھ بھی ہو۔

اس سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ اگر مورث کے انتقال کے بعد اس کا استعمالی ساز و سامان (مذکورہ تفصیل کے مطابق) ورثاء آپس میں اتفاق سے اندازے سے تقسیم کرلیں تو جائز ہے۔ اس میں قیمت کا تعین لازم نہیں کیونکہ ان اشیاء کی آپس میں بیع اندازے سے جائز ہے۔

(۲) اگر مُصالح کے حصہ میراث (مُصالَح عنہ) میں اور ساز و سامان کے ساتھ سونا یا چاندی بھی ہو اور بدل صلح میں صرف سونا یا چاندی دی جارہی ہے تو وہ سونا یا چاندی حصہ میراث کے سونے یا چاندی سے زیادہ ہونی چاہئے تاکہ ربوا نہ ہو۔

مثلاً حصہ میراث میں دیگر سامان کے ساتھ سونا پانچ تولہ ہو تو بدل صلح میں پانچ سے زیادہ سونا دینا چاہئے کیونکہ پانچ تولہ تو پانچ تولے کے بدلے ہوجائے گا اور باقی سونا ساز و سامان کے بدلے ہوجائے گا اور ربوا لازم نہ ہوگا۔

نوٹ: مسئلہ بالا کے ساتھ صلح کی مختلف صورتوں

(۱) سونے سے چاندی پر (۲) چاندی سے سونے پر (۳) سونے چاندی سے سونے چاندی پر (۴) سونے چاندی وعرض کی سونے چاندی پر صلح کرنے میں ترکہ کا حاضر ہونا اور مجلس صلح میں قبضہ کرنا بھی شرط ہے، البتہ ان چار صورتوں میں بدل صلح کا مُصالح کے حصے (مُصالَح عنہ) سے کم یا زیادہ ہونا جائز ہے۔

(۳) اسی طرح اگر بدل صلح مکیلی یا موزونی چیزیں ہوں تو ربوا کی صورتیں ناجائز ہوں گی۔

صلح کے بعد ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

صلح کے بعد باقی ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مُصالح کو جملہ وارثوں میں داخل کر کے مسئلہ نکالیں پھر مُصالح کے حصہ کو کل مسئلہ سے تفریق کر دیں باقی مسئلہ کو یہ علامت بــــ بنا کر اس کے اوپر لکھ دیں اور مصالح کے نام اور اس کے حصے پر لفظ صلحــــ کا احاطہ کر دیں۔

مثال: ایک عورت کا انتقال ہوگیا ورثاء میں شوہر، ماں اور چچا ہیں۔ شوہر نے مہر معاف کرنے کی صورت میں میراث سے علیحدہ ہونے پر صلح کر لی مسئلہ حل کریں۔

مسئلہ ٦ بــ ۳

میــــــــــــــــــــــــــــــــ

شوہر	ماں	چچا
۱/۲	۱/۳	عصبہ
۳	۲	۱
صلحــ۳	۲	۱

وضاحت: مذکورہ مسئلہ کو پہلے "۶" سے حل کیا پھر صلح کے بعد شوہر کے "۳" حصے مسئلے سے نکال دیئے، باقی "۳" بچے، "۲" ماں کو ملیں گے اور ایک چچا کو۔

نوٹ: تخارج میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ پہلے جملہ ورثاء کو مسئلے میں شامل کیا جائے اگر ابتداء سے ہی مصالح کو مسئلے سے نکال دیا جائے تو جواب غلط آئے گا، جیسے مذکورہ مسئلے میں ہے کہ اگر شوہر کو ابتداء سے ہی مسئلہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو مسئلے میں صرف ماں اور چچا رہ جائیں گے ماں کو ثلث ملے گا اور چچا عصبہ ہوگا مسئلہ "۳" سے حل ہوگا، ماں کو ایک اور چچا کو "۲" ملیں گے جو سابقہ مسئلے کا عکس ہے اس لئے اس کا خوب خیال رکھا جائے۔

ھبہ کے احکام

اگر کوئی وارث اپنا حصہ بلا عوض چھوڑ دے وہ تخارج نہیں، ھبہ یا ابراء ہے، جس کے مسائل تخارج سے مختلف ہیں۔ میراث میں وارث کا حق متعین ہوتا ہے اس لئے حق معاف کرنا یا چھوڑنا یا ساقط کرنا یا بری کرنا یا بخش دینا، کے الفاظ سے صرف قرض معاف ہوتا ہے کسی متعین چیز کی تملیک نہیں ہوتی۔ اس لئے اگر وارث نے مذکورہ الفاظ استعمال کئے تو وارث کا حق بدستور باقی رہے گا۔ متعین چیز کی تملیک کے لئے ہبہ، عطیہ، ھدیہ، یا دینا وغیرہ کے الفاظ موضوع ہیں، ہم ذیل میں ھبہ کے صرف وہ احکام ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق کسی طرح میراث سے ہے۔

مسئلہ: جو چیز مشترک ہو اور قابل تقسیم بھی ہو اس میں کوئی وارث اپنا حصہ کسی کو ھبہ کرنا چاہے (یا ہے چند شریکوں میں سے کسی شریک کو ہی ھبہ کرنا چاہے) تو ھبہ اس وقت تام ہوتا ہے جب وہ مشترک چیز تقسیم کر کے اپنا حصہ الگ کر لے اور وہ حصہ موھوب لہ کے قبضہ میں دے دے۔

مسئلہ: اگر الگ کئے بغیر ھبہ کر دیا اور بعد میں واھب کی اجازت سے الگ کر لیا گیا تو ھبہ درست ہے اور واھب کی اجازت کے بغیر درست نہیں، لہذا اگر واھب الگ کرنے سے پہلے مر جائے تو ھبہ تام نہ ہوگا۔

مسئلہ: اگر الگ کرنے سے پہلے زندگی میں ہی واھب رجوع کر لے تو جائز

ہے، کیونکہ ھبہ تام نہ ہونے کی وجہ سے موھوب لہ کی ملکیت میں مال داخل نہیں ہوا تھا، اگر چہ ھبہ کرنے والا ذی رحم محرم ہو۔

مسئلہ: جو چیز نا قابل تقسیم ہو (مثلاً گاڑی) اس میں کوئی وارث اپنا حصہ کسی کو ھبہ کرنا چاہے تو تقسیم کے بغیر درست ہے، جب واھب ھبہ کر کے قبضہ دے دے تو ھبہ تام ہو جائے گا اور قبضہ تخلیہ سے ہو جائے گا۔

مسئلہ: قابل تقسیم چیز مثلاً بڑا مکان اگر کئی ورثاء میں مشترک ہو اور وہ کسی ایک شخص کو ھبہ کرنا چاہیں تو جائز ہے۔ اور اگر کئی اشخاص کو دینا چاہیں تو جائز نہیں۔

مسئلہ: اسی طرح اگر کوئی قابل تقسیم چیز دو وارثوں میں مشترک ہو اور ایک اپنا حصہ دوسرے کو دینا چاہے تو تقسیم کے بغیر جائز ہے۔

مسئلہ: اگر نا قابل تقسیم چیز ہو تو دونوں صورتیں جائز ہیں یعنی چند کا ایک کو دینا اور چند کا کئی کو دینا۔

مسئلہ: ھبہ شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کے احکام

مسئلہ: زندگی میں اولاد کو کوئی چیز دی جائے وہ میراث نہیں ہوتی بلکہ ھبہ ہوتی ہے اس لئے مورث کے مرنے کے بعد باقی مال میں وہ وارث پورا شریک ہوگا۔

مسئلہ: زندگی میں اولاد کو کوئی چیز ھبہ دی جائے تو برابری کرنا چاہئے، بلا وجہ ترجیح کسی کو زیادہ کسی کو کم دینا مکروہ ہے۔ اگر دوسروں کا اضرار مقصود ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

عن نعمان بن بشير ان اباه اتى به الى رسول الله ﷺ، فقال انى نحلتُ ابنى هذا غلاما، فقال: اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحلتَ مِثْلَه؟ قال: لا، قال: فَارْجِعْه، وفى رواية انه قال: اَيَسُرُّكَ ان يكونوا اليك فى البر سواء؟ قال: بلىٰ قال: فلا اذاً ـــ وفى رواية ـــ قال: اعطيتَ سائرَ ولدِكَ مثلَ هذا؟ قال: لا قال: فاتقوا الله و اعدِلُوا بين اولادِكم، قال: فرجع فرد عَطِيَتَه۔

(مشکوۃ ج ۱ ص ۲۶۰۔۲۶۱ تحت باب عطایا)

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ (ایک دن) ان کے والد (حضرت بشیر) انہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے (نعمان) کو ایک غلام عطا کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح ایک ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر (نعمان سے بھی) اس غلام کو واپس لے لو۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے (نعمان کے والد) سے فرمایا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارے سب بیٹے تمہاری نظر میں نیکی

کے اعتبار سے یکساں ہوں (یعنی کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے سب بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں اور سب ہی تمہاری فرماں برداری اور تمہاری تعظیم کریں) انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس صورت میں صرف ایک بیٹے کو غلام نہ دو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ کیا اسی طرح اپنے سب بیٹوں کو بھی ایک ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو، حضرت نعمان کہتے ہیں کہ میرے والد واپس آئے اور مجھے جو چیز دی تھی وہ واپس لے لی۔

مسئلہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ھدیہ میں لڑکا اور لڑکی میں بھی برابری ہونی چاہئے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک للذکر مثل حظ الانثیین تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی زندگی میں موت کے تصور سے پہلے کوئی چیز ھبہ کرے تو اولاد میں برابری کرے اور اگر قبیل الموت اولاد کو ترکہ کے جھگڑوں سے بچانے کے لئے جائیداد ھبہ کرے تو اس صورت میں امام محمد کا قول راجح ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۹ ص ۳۲۵)

مسئلہ: اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھائی بہن کے ساتھ بھی ھبہ میں برابری کرنی چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۹ ص ۳۲۵)

باب مقاسمۃ الجد

المقاسمۃ مفاعلۃ من القسمۃ یعنی جانبین سے تقسیم چونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر دادا کی موجودگی میں بھائی بہنوں کو حصہ نہیں ملتا بلکہ وہ محجوب ہوجاتے ہیں اس لیے اس باب کا لقب صاحبین اور جو ان کے موافق ہیں ان کے قول کے مطابق مقاسمہ رکھا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، اور حضرت عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا مذہب یہ ہے کہ عینی و علاتی بھائی بہن دادا کے ساتھ وارث نہیں ہوتے جس طرح باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتے۔ یہی قول ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور تابعین میں سے حضرت شریح، عطاء، عروۃ بن زبیر، عمر بن عبدالعزیز، حسن البصری اور ابن سیرین رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اس قول کی موافقت کی ہے۔ گویا یہ ایک بڑی جماعت کا قول ہے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ، زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ عینی و علاتی بھائی بہن دادا کے ساتھ وراث ہوتے ہیں۔ اسی قول کو صاحبین، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

اختلاف علماء کا سبب

علماء کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ دادا کو بعض احکام میں باپ کے ساتھ مشابہت ہے اور بعض احکام میں بھائیوں کے ساتھ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صریح روایت اس بارے میں نہیں۔

دادا کو باپ کے ساتھ مشابہت

دادا کو بعض احکام میں باپ کے ساتھ مشابہت ہے مثلاً

(۱) اخیافی بھائی بہن کو محجوب کرنے میں دادا بالاتفاق باپ کی طرح ہے یعنی جس طرح باپ اخیافی کو محجوب کرتا ہے دادا بھی بالاتفاق محجوب کرتا ہے۔

(۲) صغیر اور صغیرہ کے اوپر جد کو باپ کی طرح ولایت اجبار حاصل ہے جس کی تفصیل کتاب النکاح میں ہے۔

(۳) جس طرح باپ کی موجودگی میں بھائیوں کو ولایت نکاح حاصل نہیں اس طرح دادا کی موجودگی میں بھی بھائیوں کو ولایت حاصل نہیں۔

(۴) جس طرح باپ کو زکوۃ دینا جائز نہیں اس طرح جد کو بھی دینا جائز نہیں۔

دادا کو بھائیوں کے ساتھ مشابہت

(۱) اگر صغیر کے صرف جد اور ام ہوں تو نفقہ ان میں میراث کے طور پر تقسیم ہوگا کہ جد کے اوپر دو ثلث اور ماں کے اوپر ایک ثلث اسی طرح اگر جد کے بجائے بھائی ہو تو بھی نفقہ اسی طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کے اوپر دو ثلث اور ماں کے اوپر

ایک ثلث آئے گا۔

(۲) اگر دادا معسر (تنگ دست) ہو تو پوتے کا نفقہ اس پر نہیں آتا اسی طرح چھوٹے بھائی کا نفقہ اخ معسر پر نہیں آتا۔

(۳) جس طرح پوتے کا صدقہ فطر دادا پر نہیں آتا اسی طرح چھوٹے بھائی کا صدقہ فطر بڑے بھائی پر نہیں آتا۔

(۴) جس طرح بڑے بھائی کے مسلمان ہونے کی وجہ سے چھوٹے بھائی کو مسلمان شمار نہیں کیا جاتا اسی طرح دادا کے مسلمان ہونے کی وجہ سے پوتے صغیر کو مسلمان شمار نہیں کیا جاتا۔

ان احکام کے تعارض کی وجہ سے صحابہ وتابعین وغیرہ میں دادا کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ جبکہ بعض نے توقف کیا ہے اور جد کے بارے میں کوئی فیصلہ دینے کو پسند نہیں کیا۔ جس طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے توقف کیا ہے مسئلہ دھر، مسئلہ ختان اور مسئلہ اطفال المشرکین میں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک دادا بھائی بہنوں کو محروم کرتا ہے اس لئے اس باب میں ساری تفصیل صاحبین کے مذہب پر ہوگی۔

صاحبین کے مذہب کی توضیح:

صاحبین کے مذہب کے مطابق دادا اگر بھائی بہنوں کے ساتھ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں کے مخصوص احکام ہیں۔

(۱) دادا کے ساتھ صرف بھائی بہن ہوں (صاحب فرض کوئی نہ ہو)

(۲) دادا کے ساتھ بھائی بہن کے علاوہ صاحب فرض بھی ہو۔

پہلی صورت کا حکم

اگر دادا کے ساتھ صرف بہن بھائی ہوں اور ذوی الفرض کوئی نہ ہو تو دادا کو میراث میں مقاسمہ اور ثلث کل (کل مال کا تہائی) سے جو بہتر (زیادہ) ہو وہ دیا جائے گا۔

مقاسمہ کا مطلب

مقاسمہ کا مطلب یہ ہے کہ تقسیم میراث میں دادا کو بھائی فرض کر کے اس کا حصہ معلوم کرتے ہیں پس جہاں مقاسمۃ میں جد کو کم حصہ ملے گا وہاں ثلث کل دیں گے۔

دادا کے لئے مقاسمہ کب بہتر ہے؟

پانچ صورتوں میں دادا کے لئے مقاسمہ ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۱) دادا ، عینی بہن

اس صورت میں دادا کو دو ثلث ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۲) دادا ، عینی بہن (۲)

اس صورت میں دادا کو نصف ملے جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۳) دادا ، عینی بہن (۳)

اس صورت میں دادا کو دو خمس (۲/۵) ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۴) دادا ، عینی بھائی

اس صورت میں دادا کو نصف ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

(۵) دادا ، عینی بھائی ، عینی بہن

اس صورت میں دادا کو دو خمس (۲/۵) ملے گا جو ثلث کل سے بہتر ہے۔

مقاسمہ اور ثلث کل کب برابر ہوتے ہیں؟

تین صورتوں میں مقاسمہ اور ثلث کل برابر ہوتے ہیں

(۱) دادا ، عینی بھائی (۲)

(۲) دادا ، عینی بھائی ، عینی بہن (۲)

(۳) دادا ، عینی بہن (۴)

دادا کے لئے ثلث کل کب بہتر ہے؟

مذکورہ آٹھ صورتوں کے علاوہ ثلث کل دادا کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

مثلاً (۱) دادا ، عینی بھائی (۳) (۲) دادا ، عینی بہن (۵)

نوٹ : عینی بھائی بہن کی غیر موجودگی میں علاتی بھائی بہن کی دادا کے ساتھ وہی سابقہ ترتیب رہے گی۔

دوسری صورت کا حکم

اگر دادا کے ساتھ بھائی بہن کے علاوہ صاحب فرض بھی ہو تو دادا کو

مقاسمہ، ثلث باقی اور سدس کل میں سے جو بہتر ہو وہ دیا جائے گا۔ اور یہ شرط ہے کہ دادا کا حصہ سدس سے کسی طرح کم نہ ہو، یہاں تک کہ اگر ذوی الفروض کو دینے کے بعد صرف سدس ہی بچتا ہے تو دادا کو سدس دے دیں گے اور بھائی بہن باتفاق ائمہ محروم ہوں گے۔

نوٹ: ثلث باقی کا مطلب یہ کہ ذوی الفروض کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو باقی بچ جائے اس کا ثلث دیا جائے۔

دوسری صورت کی مثالیں:

(۱) شوہر ، دادا ، عینی بھائی

(۲) دادا ، دادی ، عینی بھائی (۲) ، عینی بہن

(۳) دادا ، دادی ، بیٹی ، عینی بھائی (۲)

نوٹ: دونوں صورتوں کے احکام میں یہ معلوم کرنا کہ دادا کا حصہ کب بہتر ہے مشکل ہے کیونکہ مثلاً مقاسمہ، ثلث باقی اور سدس کل کے لئے جب مسئلے الگ الگ بنائے جائیں تو مخارج مختلف آتے ہیں اور مختلف مخارج میں یہ معلوم کرنا ذرا مشکل ہوتا ہے اس لئے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ سب مخارج کو متحد بنا دیں اور متحد بنانے کا طریقہ حمل میں ہم لکھ آئے ہیں۔

عینی وعلاتی دونوں جب دادا کے ساتھ ہوں

دادا کے ساتھ بھائی بہنوں کی سابقہ جو صورتیں گزریں وہ اس وقت ہیں

جب صرف عینی یا صرف علاتی دادا کے ساتھ ہوں لیکن اگر عینی وعلاتی دونوں دادا کے ساتھ ہو جائیں تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ بات تو پہلے حصے میں بتائی جا چکی ہے کہ عینی بھائی کی موجودگی میں علاتی بھائی بہن محجوب ہوتے ہیں لیکن مقاسمہ میں علاتی کو شروع میں محجوب نہیں مانیں گے بلکہ اس کو عینی شمار کر کے دادا کو اس کا حصہ دیں گے جب دادا کو اس کا حصہ دے دیا جائے تو پھر درمیان سے علاتی کو نکال دیں گے (گویا دادا کا حصہ کم کرنے اور اسے میراث میں ضرر پہنچانے کے لئے علاتی کو صرف شمار کیا جائے گا)۔ دادا کو دینے کے بعد باقی سارا مال عینی کا ہو جائے گا۔ جیسا کہ ماں کے ساتھ ایک عینی اور ایک علاتی بھائی ہوں تو باوجود یہ کہ علاتی عینی کی موجودگی میں محجوب ہوگا لیکن ماں کا حصہ ثلث سے سدس کر دے گا۔

مثال:

مسئلہ ۴

میـــــــــــــ

دادا	عینی بہن	علاتی بہن
۲	۱	۱
۲	۲	م

وضاحت: علاتی بہن کو پہلے شمار کر کے ایک حصہ دے دیا پھر دادا کو ''۲'' دینے کے بعد علاتی بہن کا حصہ عینی کو دے دیا۔ مذکورہ مسئلے میں ذوی الفرض کوئی نہیں اس لئے مقاسمہ اور ثلث کل میں جو بہتر ہو وہ دادا کے لئے ہوگا مقاسمہ میں دادا کو

''۸'' میں سے ''۴'' ملے جو نصف ہے اور ظاہر ہے نصف ثلث سے بہتر ہے۔

مثال ۲:

مسئلہ ۵ | ۱۰ | ۲۰   مصـ۲ـ مصـ۲ـ

میـــــت

دادا	عینی بہن	علاقی بہن (۲)
۲	۱	۲
۲	۲ ۱/۲	۱/۲
۲	۵/۲	۱/۲
۴	۵	۱
۸	۱۰	۲

وضاحت:

مذکورہ مسئلے میں دو علاقی بہنوں کو اول صرف شمار کر کے ''۲'' دیا جبکہ عینی کو ایک اور دادا کو ''۲'' دیا مسئلہ ''۵'' سے بنا پھر دادا کو ''۲'' دینے کے بعد علاقی کے ''۲'' حصے عینی بہن کو دینے کا ارادہ کیا تو عینی کے ''۳'' بن گئے جب کہ مسئلہ ''۵'' سے بنا ہے یعنی عینی کو نصف سے زیادہ مل رہا ہے اور اصل یہ ہے کہ جب عینی بہن دادا کے ساتھ عصبہ بنے تو اسے نصف سے زیادہ نہیں مل سکتا[1]، اس لئے ہم نے نصف یعنی ڈھائی (۲ ۱/۲) عینی کو دیئے اور باقی دسواں حصہ علاقی کو دے دیا مسئلے

میں دو کسر آ گئیں اس لئے جنس کسر یعنی ''۲'' سے مسئلے اور حصوں کو ضرب دیا تا کہ کسر دور ہو جائے بعد میں تصحیح کے اصول کے مطابق تصحیح کر لی۔

مسئلہء اکدریہ

مسئلہ اکدریہ یہ ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہو گیا اس کے ورثاء میں شوہر، ماں دادا اور حقیقی بہن ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کا تقاضا یہ ہے کہ عینی بہن ساقط ہو جائے کیونکہ نصف شوہر کو ملے گا اور ماں کو ثلث اب صرف سدس باقی بچا جو دادا کا حصہ ہے کیونکہ جب بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفرض بھی ہو تو دادا کے لئے مقاسمہ، ثلث باقی، اور سدس سے جو بہتر ہو وہ ملتا ہے یہاں تو باقی ہی سدس مال ہے لہذا اگر بہن کو اس میں شریک کرتے ہیں تو دادا کا حصہ سدس سے کم ہو جائے گا اور یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ دادا کو سدس سے کم نہیں ملتا اس لئے سدس کل متعین ہو گیا۔

لیکن اگر سدس پورا دادا کو دے دیا جائے تو بہن کو کچھ نہیں ملے گا حالانکہ جب بہن تنہا ہو تو وہ ذوی الفرض ہوتی ہے اور اس کے لئے نصف ہوتا ہے بھائی ساتھ ہو تو عصبہ ہوتی ہے اب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب میں یہ مسئلہ در پیش آیا کہ اگر دادا کو سدس کل دیتے ہیں تو بہن محروم ہوتی ہے

---

[۱] جس طرح دادا کیجائے اس مسئلے میں کوئی اور ذوی الفرض ہو تو عینی بہن کو نصف ہی ملتا، اور باقی ذوی الفروض کو دینے کے بعد علاتی بہن کو ملتا۔

حالانکہ بہن ذوی الفرض ہے اور ان کے مذہب میں دادا بہن کو محروم نہیں کرتا تو بہن کے محروم کرنے کی کیا وجہ؟ اور اگر بہن کو دادا کے ساتھ شریک کیا جائے بطور مقاسمہ (یعنی شوہر اور ماں کو دینے کے بعد باقی ایک کے تین حصے کئے جائیں) تو اس صورت میں دادا کا حصہ سدس سے کم ہو جائے گا حالانکہ ان کے مذہب کے مطابق دادا کا کم از کم حصہ سدس ہے، تو اس مشکل کے حل کے لئے انہوں نے اپنے مذہب کے خلاف یہ کیا کہ دادا کو سدس دینے کے بعد بہن کو نصف دے دیا جب بہن کو نصف دیا تو ایک اور مشکل کھڑی ہوگئی کہ اس صورت میں بہن کا حصہ دادا سے بڑھ گیا حالانکہ دادا بہن سے قوی ہے اب کیا کیا جائے؟ تو اب انہوں نے سدس اور نصف ملا کر مقاسمہ کر لیا پھر مقاسمہ میں دادا کو بہن سے دوگنا دیا۔

مسئلہ اکدریہ کا حل:

مسئلہ ۶ عـ ۹ ۲۷ مصـ ۳

میـ

<table>
<tr><th>شوہر</th><th>ماں</th><th>دادا</th><th>عینی بہن</th></tr>
<tr><td>۱/۲</td><td>۱/۳</td><td>۱/۶</td><td>۱/۲</td></tr>
<tr><td>۳</td><td>۲</td><td>۱</td><td>۳</td></tr>
<tr><td></td><td></td><td colspan="2">۴</td></tr>
<tr><td>۹</td><td>۶</td><td colspan="2">۱۲</td></tr>
</table>

۹	۲	۸	۴

مسئلہ مذکورہ میں بہن کی بجائے بھائی ہوتو بھائی کو میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ بھائی عصبہ ہوتا ہے اور دادا کو سدس دینے کے بعد کچھ باقی نہیں بچا اس لئے بھائی کو کچھ نہیں ملے گا۔اسی طرح بہنیں دو سے زیادہ ہوں تو اس صورت میں ماں کا حصہ (۱/۶) ہوجائے گا اور مسئلہ اکدریہ نہ رہے گا خلاصہ یہ کہ مذکورہ مسئلہ ورثاء میں کسی قسم کی تبدیلی سے مسئلہ اکدریہ نہ رہے گا۔

وجہ تسمیہ:

اس مسئلہ کو اکدریہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قبیلہ بنی اکدر کی عورت کے انتقال پر پیش آیا تھا یا اس لئے کہ عربی زبان میں کدر کے معنی گدلا کرنے کے آتے ہیں اور اس مسئلہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر ان کا مذہب گدلا کردیا کیونکہ اس میں انہوں نے قاعدے کے خلاف بہن کو حصہ دیا ہے۔ ۱

جوابات مشق نمبر۱

(۱)

ابن البنت	بنت البنت	ابن بنت الابن
۲	۱	م
بنت بنت البنت	اب الام	اب ام الاب
م	م	م

(۲)

ابن بنت الابن	بنت بنت الابن	ابن ابن البنت
۲	۱	م
اب ام الام	بنت الاخ العینی	بنت الاخ الخیفی
م	م	م

(۳)

ابن ابن البنت	بنت ابن البنت	ابن بنت البنت
۴	۲	۲
بنت بنت البنت	ابن الاخت العینیة	
۱	م	

(۴)

زوجة	اب الام	اب ام الاب
۱	۳	م

(۵)

زوج	ابن البنت	بنت البنت
۳	۲	۱

(۶) اب ام الاب — اب اب الام — ام اب الام — اب ام الام

۱۸ — ۴ — ۲ — ۳

(۷) بنت الاخ العینی — ابن الاخت العینیۃ — بنت الاخت العینیۃ

۱۲ — ۸ — ۴

بنت الاخ العلی — ابن الاخ الخیفی — بنت الاخ الخیفی

م — ۳ — ۳

ابن الاخت الخیفیۃ — بنت الاخت الخیفیۃ — بنت ابن الاخ العینی

۳ — ۳ — م

(۸) ابن الاخت العینیۃ — بنت الاخت العینیۃ — بنت الاخ العلی

۱۶ — ۸ — م

ابن الاخت العلیۃ — بنت الاخت العلیۃ — ابن الاخ الخیفی

م — م — ۳

بنت الاخ الخیفی — ابن الاخت الخیفیۃ — بنت الاخت الخیفیۃ

۳ — ۳ — ۳

(۹) ابن الاخت العینیۃ — بنت الاخ العلی — ابن الاخت العلیۃ

۱۸ — ۳ — ۲

بنت الاخت العلیۃ — ابن الاخ الخیفی — بنت الاخ الخیفی

۱ — ۶ — ۶

(۱۰) ابن الاخت العینیة — بنت الاخت العینیة

۸ — ۴

ابن الاخت العلیة — ابن الاخت الخیفیة۔

م — ۳

(۱۱) ابن الاخت العینیة — ابن الاخت العینیة — بنت الاخت العینیة

۴ — ۴ — ۲

بنت الاخت العینیة — ابن الاخ الخیفی — بنت الاخ الخیفی

۲ — ۳ — ۳

(۱۲) بنت الاخ العلی — بنت الاخ العلی — ابن الاخت العلیة

۴ — ۴ — ۲

ابن الاخت العلیة — ابن الاخ الخیفی — ابن الاخ الخیفی

۲ — ۳ — ۳

(۱۳) بنت ابن الاخ العینی — بنت ابن الاخ العلی — ابن بنت الاخ العینی

۱ (**کل میراث**) — م — م

ابن بنت الاخت العینیة — ابن ابن الاخ الخیفی — ابن بنت الاخ الخیفی

م — م — م

(۱۴) بنت ابن الاخ العلی — بنت بنت الاخ عینی — ابن بنت الاخ العینی

۱ (**کل میراث**) — م — م

ابن ابن الاخت العینی — ابن ابن الاخ الخیفی

م — م

(۱۵) ابن بنت الاخ العینی ۱۵ — ابن ابن الاخت العینیة ۱۰

بنت بنت الاخت العینیة ۵ — بنت بنت الاخت الخیفی ۶

ابن بنت الاخ العلی م — ابن ابن الاخت العلی م

(۱۶) ابن ابن الاخت العینیة ۴۰ — بنت ابن الاخت العینیة ۲۰

ابن بنت الاخ العلی ۸ — بنت بنت الاخ العلی ۴

بنت بنت الاخت العلیة ۳ — ابن بنت الاخ الخیفی ۱۵

(۱۷) اخ الاب الخیفی ۴ — اخت الاب الخیفیة ۲

اخ الام الخیفی ۲ — اخت الام الخیفیة ۱

(۱۸) اخت الاب العینی ۲ — اخ الام الخیفی ۱

ترتیبِ نو کے ساتھ زبان و بیان کے نئے اسلوب میں

درسی بہشتی زیور

(مردوں کے لئے)

حکیم الامّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہ

تزئین و ترتیبِ نو

مولانا محمد عثمان نووی والا

کلماتِ تبریک

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن

ناشر

بیت العلم ٹرسٹ کراچی